ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور

۱۲ر جمادی الثانی ۱۳۸۸ھ
۶ر ستمبر ۱۹۶۸ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور

ہدیہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الصَّلٰوۃِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: "طُوْلُ الْقُنُوْتِ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کون سی نماز افضل ہے۔ فرمایا جس میں قیام زیادہ طویل ہو۔ (مسلم)

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اَحَبُّ الصَّلٰوۃِ اِلَی اللّٰہِ صَلٰوۃُ دَاوٗدَ، وَاَحَبُّ الصِّیَامِ اِلَی اللّٰہِ صِیَامُ دَاوٗدَ: کَانَ یَنَامُ نِصْفَ اللَّیْلِ وَیَقُوْمُ ثُلُثَہٗ وَیَنَامُ سُدُسَہٗ وَیَصُوْمُ یَوْمًا وَیُفْطِرُ یَوْمًا"، مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ داؤد علیہ السلام کی طرح نماز پڑھنی اللہ تعالیٰ کو (نفل نمازوں میں) سب نمازوں سے زیادہ محبوب ہے۔ اور (نفل) روزوں میں بھی داؤد علیہ السلام کی طرح روزے رکھنا اللہ تعالےٰ کو زیادہ محبوب ہیں۔ آپ نصف شب اول میں سوتے رہتے اور ایک تہائی رات میں (تہجد) پڑھتے اور پھر اخیر چھٹے حصہ میں سو رہتے۔ اور ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن نہ رکھتے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: "اِنَّ فِی اللَّیْلِ لَسَاعَۃً لَا یُوَافِقُہَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ یَسْأَلُ اللّٰہَ تَعَالٰی خَیْرًا مِنْ اَمْرِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ اِلَّا اَعْطَاہُ اِیَّاہُ وَذٰلِکَ کُلَّ لَیْلَۃٍ" (رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ ہر شب میں ایک ایسی ساعت قبولیت کی ہوتی ہے۔ کہ مسلمان آدمی اپنے آخرت یا دنیا کے کسی قسم کے فائدے کی بھی دعا اللہ تعالےٰ سے اگر اس ساعت میں کرے تو وہ فائدہ اس کو عطا ہو ہی جاتا ہے۔ اور یہ ساعت ہر رات میں ہوتی ہے۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِذَا قَامَ اَحَدُکُمْ مِنَ اللَّیْلِ فَلْیَفْتَتِحِ الصَّلٰوۃَ بِرَکْعَتَیْنِ خَفِیْفَتَیْنِ، رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ جب تم میں سے کوئی رات کی نماز کے لئے اٹھے تو اپنی نماز کو دو ہلکی ہلکی رکعت کے ساتھ شروع کرے (اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔)

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّیْلِ افْتَتَحَ صَلٰوتَہٗ بِرَکْعَتَیْنِ خَفِیْفَتَیْنِ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ وہ بیان فرماتی ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو نماز (تہجد) کے لئے اٹھتے تو پہلی دو ہلکی رکعتیں پڑھتے تھے۔ (اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے)

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا فَاتَتْہُ الصَّلٰوۃُ مِنْ وَجَعٍ اَوْ غَیْرِہٖ صَلّٰی مِنَ النَّہَارِ ثِنْتَیْ عَشْرَۃَ رَکْعَۃً (رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ بیان فرماتی ہیں کہ جب کسی تکلیف وغیرہ کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز فوت ہو جاتی تو آپ دن میں بارہ رکعت پڑھتے (مسلم نے اس روایت کو ذکر کیا ہے)

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِہٖ اَوْ عَنْ شَیْءٍ مِنْہُ فَقَرَأَہٗ فِیْمَا بَیْنَ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ وَصَلٰوۃِ الظُّہْرِ کُتِبَ لَہٗ کَاَنَّمَا قَرَأَہٗ مِنَ اللَّیْلِ"، رَوَاہُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے وظیفہ یا اسی قسم کی کسی چیز سے سو گیا، پھر اس کو پڑھ لیا صبح اور ظہر کی نماز کے درمیان تو اس کے لئے (ویسا ہی ثواب) لکھ دیا ہے جیسا کہ اس نے اس وظیفہ کو رات ہی کو پڑھا۔ (اس حدیث کو امام مسلمؒ نے روایت کیا ہے)

عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: رَحِمَ اللّٰہُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّیْلِ فَصَلّٰی وَاَیْقَظَ امْرَاَتَہٗ فَاِنْ اَبَتْ نَضَحَ فِیْ وَجْہِہَا الْمَاءَ، رَحِمَ اللّٰہُ امْرَاَۃً قَامَتْ مِنَ اللَّیْلِ فَصَلَّتْ وَاَیْقَظَتْ زَوْجَہَا فَاِنْ اَبٰی نَضَحَتْ فِیْ وَجْہِہِ الْمَاءَ"، رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے آدمی پر بہت مہربان ہوتے ہیں جو تہجد کے وقت اٹھا۔ آپ نماز پڑھی اور اپنی بیوی کو بھی جگایا۔ اگر اس نے انکار کیا تو اس کے منہ پر پانی کا چھینٹا دے دیا۔ اور ایسی عورت پر بھی اللہ تعالیٰ بہت مہربان ہوتے ہیں کہ تہجد کے وقت اٹھی۔ آپ نماز پڑھی اور اپنے شوہر کو بھی جگایا۔ اگر اس نے انکار کیا۔ تو اس نے بھی اس کے منہ پر پانی ڈال دیا۔ (ابوداؤد نے اسناد صحیح کے ساتھ اس حدیث کو ذکر کیا ہے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ — لاہور

خدام الدین

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر
ٹیلیفون
۶۷۵۴۵

سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

جلد ۱۴ | ۱۲ رجادی الثانی ۱۳۸۸ھ مطابق ۶ ستمبر ۱۹۶۸ء | شمارہ ۱۸

علماءِ اسلام کا اتحاد و اتفاق

اور

سائنٹفک بنیادوں پر سچے اور کھرے اسلام کی ترویج و اشاعت وقت کا اہم ترین تقاضا ہے

ملک میں آئے دن نت نئے فتنوں کا آغاز ہو رہا ہے اور ماڈرن اسلام کی مختلف صورتیں سامنے آ رہی ہیں۔ چنانچہ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اسلام ہی اس دَور کی سب سے مظلوم ترین شئے ہے۔ کوئی اسلام کے نام پر خلاف اسلام حرکات میں مصروف ہے اور اسلام دشمن لٹریچر شائع ہو رہا ہے، کوئی مسلمانی کے پردے میں عیسائیت کے عقائد و نظریات کو فروغ دے رہا ہے اور ان کے مشن کو تقویت پہنچا کر اصل اسلام کے تصوّر کو ڈائنامیٹ کرنے کے درپے ہے، کہیں عقیدہ ختم نبوّت کی نفی ہو رہی ہے اور اس طرح اسلام کی جڑ پر کلہاڑا چلایا جا رہا ہے۔ اور کہیں غیر ملکی لٹریچر اور سینماؤں میں شعائر اسلامی کی توہین کی جا رہی ہے۔ غرضکہ ہر طرف اور ہر طرح سے اسلام کو نقصان پہنچانے کے لئے پوری کوششیں، سازشیں اور ریشہ دوانیاں ہو رہی ہیں اور اُس ملک میں ہو رہی ہیں جو دنیا کے نقشہ پر اسلام کے نام پر وجود میں آیا تھا۔ اور جس کے متعلق دعوے یہ کئے گئے تھے کہ اس کے اندر کتاب و سنت کی تعلیمات کو رواج دیا جائے گا،

مگر بدقسمتی سے یہاں شعائر اسلامی اور اسلامی عقائد و نظریات کی اتنی حفاظت بھی نہیں جتنی غیر ملکی اقتدار کے زمانے میں تھی بلکہ الٹا فتنوں کی حوصلہ افزائی ہو رہی ہے اور مفاسد و فتن کی ایک فصل تیار ہو رہی ہے جس کی نشو و نما کو روکنا وقت کا اہم ترین تقاضا اور ایمان کے تحفظ و بقاء کے لئے نہایت ضروری ہے اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ علماء حق کے اندر کامل اتحاد و یک جہتی ہو اور وہ سائنٹفک بنیادوں پر حالات کا مقابلہ کر سکیں۔ در حقیقت اگر سوچا جائے تو مولانا وحیدالدین خاں ایڈیٹر الجمعیۃ دہلی کے الفاظ میں نہایت دردِ دل کے ساتھ اس بات کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ حالیہ صدیوں میں مسلمانوں کی دینی و ملّی جد و جہد کی ایک اہم کڑی کھوئی گئی ہے اور وہ ہے آج کی دنیا کو نہ سمجھنا اور اس کے تقاضوں کی رعایت نہ کرنا —— یہی وہ بنیادی سبب ہے جس کی وجہ سے مسلمان جدید دَور میں اپنی جگہ حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہوئے ہیں۔ (پس) ضرورت ہے کہ دوسری تمام دینی و ملّی کوششوں کے ساتھ اس میں ایک اور مہم کا اضافہ کیا جائے جس کا مقصد ہو —— جدید فکر سے صحیح طور پر لوگوں کو متعارف کرنا، جدید دَور کے تقاضوں سے امت کو آشنا کرنا، جدید دَور کے مطابق (سچے اور کھرے) اسلام کی ترجمانی کرنا، جدید حالات کی مناسبت سے تعمیر و ترقی کے ذرائع اختیار کرنا، جدید مسائل کے درمیان صحیح رہنمائی فراہم کرنا اور بالآخر ...... امت کی تمام کوششوں کو وقت کے حالات کے ساتھ اس طرح جوڑ دینا کہ ہماری کوششیں زیادہ مؤثر اور امت مسلمہ کے مستقبل کے لئے زیادہ مفید بن سکیں۔

ظاہر ہے کہ اگر ہم نے موجودہ حالات میں مذکورہ حقائق پر نظر نہ رکھی تو جلد ہی ہماری کامیابی تمنائے موہوم اور ہمارا مستقبل تاریک ہو کر رہ جائے گا۔

آئیے! ہم عہد کریں کہ ہماری نماز، ہماری قربانی، ہمارا مال، ہماری اولاد غرضکہ جو کچھ بھی ہے سب دین کے لئے وقف رہے گا اور ہمارا مرنا اور جینا صرف رضائے ایزدی اور خالص اسلام کے لئے ہو گا —— کاش ہم میں یہ سپرٹ اور روح پیدا ہو جائے اور علمائے پاکستان متحد و متفق ہو کر اور سیاسی علاقائی اور مذہبی اختلافات سے بالاتر رہ کر ملک و قوم کی رہنمائی کر سکیں —— اگر ایسا نہ ہوا تو فتنے بڑھتے ہی رہیں گے اور اسلام پر ڈاکوؤں، لٹیروں اور دجّالوں کے حملے کسی صورت میں کم نہیں ہوں گے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار۔

حکومتِ پاکستان کی توجہ کے لئے

ارباب اقتدار میں سے کون ہے جو اس حقیقت سے باخبر نہ ہو کہ ملک کے عوام میں سندھی گاندھی جی ایم سیّد کی خرافات اور دجّالانہ دسیسہ کاریوں اور ڈاکٹر فضل الرحمٰن ڈائریکٹر ادارۂ تحقیقاتِ اسلامیہ کی تخریبات کے خلاف شدید غم و غصّہ کے جذبات پائے جاتے ہیں۔ اور ان کی تصانیف

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

مجلس ذکر

ذکر اللہ کی برکات

حضرت مولانا علیہ اللہ

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ : امّا بعد :
فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرّجیم : بسم اللہ الرّحمٰن الرحیم ۔

اللہ تعالیٰ کا احسان و فضل ہے کہ آپ اللہ کے ذکر کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں۔ حضرت رحؒ نے مجلس ذکر کے نام سے ذکر اللہ کا ایک پودا لگایا تھا۔ اور وہ خود ہی اس کے مالی تھے ۔۔ آپ حضرات کی خوش قسمتی ہے کہ حضرتؒ کی وفات کے بعد آپ اس پودے کی حفاظت و پرورش کر رہے ہیں۔ حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالےٰ کے اختیار و قدرت میں سب کچھ ہے جو وہ چاہتا ہے وہی کرتا ہے۔ مجلس ذکر میں آنا جانا آپ کے اختیار میں نہیں ہے۔ اگر کسی وجہ سے آپ مجلس ذکر میں نہ آسکیں۔ تو ذکر اللہ ہرگز نہ چھوڑیں۔ گھر میں بیوی بچوں کو ساتھ لے کر ذکر اللہ کریں۔ اس سے گھر میں اللہ کی رحمت و برکت نازل ہوگی۔ دلوں میں محبت و الفت پیدا ہوگی مشکلیں آسان ہوجائیں گی۔ اسلام اجتماعیت و اشتراکیت کی تعلیم دیتا ہے۔ مل جل کر ذکر اللہ کرنے میں یہ فائدہ ہے کہ اگر اس جماعت میں سے کسی ایک کا ذکر قبول ہوگیا تو اس کی برکت سے سب ذکر کرنے والوں کا قبول ہوگیا اور سب کی نجات ہوجائے گی۔

حضرتؒ نے ۹ سال کی عمر میں اللہ کا نام سیکھا اور آخر وقت تک ذکر اللہ کو نہیں چھوڑا۔ حضرتؒ کی رمضان میں پیدائش ہوئی اور رمضان ہی میں وفات ہوئی۔ اور وفات کے وقت حضرتؒ کی زبان پر کلمہ طیبہ خوب جاری تھا۔ کلمہ پڑھتے پڑھتے حضرتؒ کی روح پرواز کر گئی۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو ایسی موت عطا فرمائے۔ آمین!

نیک ارواح کو جنت دکھلا دی جاتی ہے ۔ فرشتے نیک بندوں کی جان بڑے اطمینان و سکون سے نکالتے ہیں۔ اس کے برعکس اللہ کے نافرمانوں کی جان بڑی تکلیف سے نکلتی ہے۔ ایک آدمی کی جان نہیں نکلتی تھی تین دن سخت تکلیف میں مبتلا رہا۔ آخر تیسرے دن بڑی مشکل سے جان نکلی بعد میں پتہ چلا کہ اس نے چوری چھپے عیسائیت قبول کر لی تھی۔ آپ نے اخبارات میں پڑھا ہوگا کہ چو چل تین دن تک موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا رہا ۔ اور فرشتۂ اجل سے لڑتا رہا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بری موت سے بچائے۔ کثرت سے یہ دعا پڑھتے رہنا چاہیئے۔ اَللّٰھُمَّ ھَوِّنْ عَلَیْنَا سَکَرَاتِ الْمَوْتِ۔

آج میں کلمہ طیبہ کے فضائل و فوائد عرض کرتا ہوں۔ ہمارے محترم صدر پاکستان نے ۶ ستمبر کو افواج پاکستان اور قوم کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھ کر دشمن کو کچل ڈالو۔ اور ہوا بھی ایسا ہی ۔۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے نام کی برکت سے دشمن کے سب منصوبوں کو خاک میں ملا کر اس کو شکست فاش دی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :۔

وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّھَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ ط ذٰلِکَ ذِکْرٰی لِلذّٰکِرِیْنَ ۔ (پ۱۲ سورہ ہود۔ ع ۱۰)

ترجمہ: اور (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نماز کی پابندی رکھئے۔ دن کے دونوں سروں پر اور رات کے کچھ حصوں میں۔ بیشک نیک کام مٹا دیتے ہیں (نامۂ اعمال سے) برے کاموں کو۔ یہ بات ایک نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کے لئے۔

یعنی اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کی طرف جھکو، صبح و شام اور رات کی تاریکی میں خشوع اور خضوع سے نمازیں ادا کرو۔ کہ یہ بھی بڑا ذریعہ خدا کی مدد حاصل کرنے کا ہے۔ دن کے دونوں طرف یعنی طلوع و غروب سے پہلے فجر و عصر کی نمازیں مراد ہیں۔ یا ایک طرف فجر اور دوسری طرف مغرب کو رکھا جائے کہ وہ بھی بالکل غروب کے متصل ہوتی ہے۔ اور بعض سلف کے نزدیک اس میں فجر اور ظہر و عصر تینوں نمازیں داخل ہیں۔ گویا دن کے دو حصے کر کے پہلے حصہ میں فجر کو اور دوسرے حصہ میں جو نصف النہار سے شروع ہو کر غروب پر ختم ہوتا ہے۔ دونوں نمازیں ظہر و عصر کو شمار کر لیا۔ اور زُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ سے فقط عشاء یا مغرب و عشاء دونوں مراد ہیں۔ ابن کثیرؒ نے یہ احتمال بھی لکھا ہے کہ طَرَفَیِ النَّھَارِ سے فجر و عصر اور زُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ سے تہجد مراد ہے کیونکہ ابتدائے اسلام میں یہ ہی تین نمازیں فرض ہوئی تھیں۔ بعدہٗ تہجد کی فرضیت منسوخ ہوئی اور باقی دو کے ساتھ تین کا اضافہ کیا گیا۔ (واللہ اعلم)

آگے فرمایا۔ کہ نمازوں کا قائم رکھنا خدا کی یادگاری ہے یا یہ مطلب ہے کہ "اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ" کا ضابطہ یاد رکھنے والوں کے لئے یاد رکھنے کی چیز ہے جسے کبھی فراموش نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اس سے مومن کو نیکیوں کی طرف خاص ترغیب ہوتی ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں۔ نیکیاں، برائیوں کو تین طرح دور کرتی ہیں۔ جو نیکیاں کرے اس کی برائیاں معاف ہوں۔ اور جو نیکیاں اختیار کرے اس سے خو برائیوں کی چھوٹے۔ اور جس ملک میں نیکیوں کا رواج ہو، وہاں ہدایت آئے اور گمراہی مٹے۔ لیکن تینوں جگہ وزن غالب رہنا چاہئے جتنا میل اتنا صابون۔

حضرت ابو ذرؓ کا فرمان ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے کچھ نصیحت کیجئے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہو۔ جب کوئی برائی سرزد ہوجائے تو فوراً کوئی بھلائی اس کے بعد کرو تاکہ اس کی مکافات ہوجائے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! کیا لا الٰہ الا اللہ بھی نیکیوں میں شمار ہوتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ تو نیکیوں میں افضل ترین نیکی ہے۔ نیز حضرت انسؓ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ جو بندہ رات میں یا دن میں کسی وقت بھی لا الٰہ الا اللہ پڑھتا ہے اس کے نامۂ اعمال سے برائیاں دھل جاتی ہیں۔

بہرحال کلمہ طیبہ کا قرآن پاک اور احادیث خیر الانام میں اس کثرت سے ذکر ہے کہ ایک مجلس میں اسے بیان کرنا ممکن نہیں۔ چنانچہ اس کے مختلف ناموں سے ہی اس کی اہمیت واضح ہوجاتی ہے۔ مثلاً اسے قول ثابت، کلمہ تقویٰ، مقالید السمٰوات والارض (زمینوں اور آسمانوں کی کنجیاں) دعوت الحق ثمن الجنۃ (جنت کا ٹکٹ) وغیرہ سے ذکر فرمایا گیا ہے۔

پورا کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صبح و شام کم از کم ۱۰۰ مرتبہ ضرور پڑھنا چاہیئے۔ اس سے زیادہ جتنا کوئی پڑھ سکے پڑھے۔ اگر یہ زندگی میں زبان پر جاری ہوگیا۔ تو انشاء اللہ موت کے وقت خود بخود زبان پر جاری ہوجائے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ سب سے بہتر کام کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ ہر وقت اپنی زبان کو ذکر اللہ سے تر رکھنا سب کاموں سے بہتر ہے۔

ذاکر اور نمازی مسلمان کبھی جہنم میں نہیں جائیں گے۔ کیونکہ ان کی نیکیاں گناہوں پر غالب آجاتی ہیں۔

خطبہ جمعہ

دعوت کو عام کردو اور دین کی آواز بن جاؤ

مخدومی و مکرمی حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ سخت ناسازئ طبع کے باعث نہ گذشتہ مجلس ذکر دیکھ سکے اور نہ ہی خطبہ جمعہ دے سکے اس لئے ان ہر دو مستقل عنوانات کے تحت سابقہ مضامین شائع کئے جا رہے ہیں۔ احباب حضرت مدظلہ کی صحت کاملہ کے لئے صدق دل سے دعا فرمائیں۔ ادارہ

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ: اما بعد: فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ۔ (پ ۴ آل عمران رکوع ۱۲)

ترجمہ: تم سب امتوں سے بہتر ہو جو لوگوں کے لئے بھیجی گئیں۔ اچھے کاموں کا حکم کرتے ہو اور بُرے کاموں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔

آیتِ مذکورہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو "خیر امت" کہا گیا ہے۔ اور یہ اس لئے کہ اس امت کو جو نبی بخشا گیا، جو دستور العمل دیا گیا اور زندگی کا جو جامع و اکمل ہدایت نامہ عطا ہوا ہے وہ بھی اپنا جواب نہیں رکھتے۔

خیر امت کا فریضہ

اب یہ امت چونکہ سب امتوں سے بہتر ہے اور اپنے پاس جامع و اکمل اور غیر متبدل و اٹل دستور زندگی بھی رکھتی ہے اس لئے ضروری ہے کہ یہ دوسروں کے لئے نمونہ اور نشانِ راہ بنے۔ چنانچہ اس کا فرض ہے کہ یہ تمام دنیا کو بہتر بننے کی ترغیب دے اور بہتر بنائے۔ خود بھی برائیوں سے بچے اور دوسروں کو بھی برائیوں سے بچائے۔ اس امت کے افراد خود بھی اصلی، کھرے اور سچے ایماندار بنیں اور دوسروں کو بھی اپنے رنگ میں رنگ کر دکھائیں۔

حق کا اثر

ہمارا دعویٰ ہے کہ برائی اگرچہ پوری طرح جڑیں کیوں نہ پکڑ چکی ہو، انسان اپنی انسانیت سے کتنا ہی کیوں نہ گزر گئے ہوں اور حق و باطل میں امتیاز کی طاقتیں کتنی ہی مردہ کیوں نہ ہو گئی ہوں حق اپنی جگہ حق ہی رہتا ہے اور اسے اخلاص و ایمان کے ساتھ جب بھی پیش کیا جائے اپنا اثر دکھائے بغیر نہیں رہتا۔ سخت سے سخت منکروں کے سر بھی اس کے آگے جھک جاتے ہیں، بڑے سے بڑے مخالف دعوت الی الحق کی تحریک کے سامنے سپر انداز ہو جاتے ہیں۔ اور یہ تحریک کسی طاقت کے روکے ہرگز نہیں رُکتی۔

ماضی کی شہادت

آپ ۱۳۸۸ برس پیچھے کو نظر دوڑایئے اور دیکھئے کہ فاران کی چوٹی سے مکّہ کا دُرِّ یتیم جب دعوتِ حق کی صدا لے کر اُٹھتا ہے تو اس وقت دنیا کی کیا حالت تھی۔ اور وہ کس طرح کائنات کا نقشہ پلٹ کر رکھ دیتا ہے اور حیوانوں سے بدتر مخلوق کو انسانیت کی معراجِ کمال پر پہنچا دیتا ہے۔ پھر یہی دعوتِ حق کی قرآنی تحریک لے کر جب اُس کے فیض یافتگان دنیا کے سامنے آتے ہیں تو کیونکر انقلاب برپا کرتے ہیں اور بقول نپولین بونا پارٹ آدھی صدی میں آدھی دنیا پر اسلام کا پھریرا لہرا دیتے ہیں۔

محترم حضرات! ہمارا ایمان ہے کہ وہ دعوت جسے ہمارے آقا و مولا جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش فرمایا اور جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشینوں نے دنیا کے کونے کونے میں پھیلایا آج بھی موجود ہے اور اس کے اندر آج بھی وہی تاثیر موجود ہے جو خیر القرون میں تھی لیکن بدقسمتی سے ہم میں فرق آ گیا ہے اور ہم نے دعوتِ حق کے وہ ہتھیار ضائع کر دیئے ہیں جو کبھی ہمارا طرۂ امتیاز تھے۔

دعوتِ حق کے ہتھیار

یاد رکھئے! دعوت الی الحق کے لئے شجاعتِ قلب، جرأتِ لسان، زور آورِ دستِ بازو اور بے پناہ قوتِ برداشت زبردست ہتھیار ہیں چنانچہ جو دعوت دینے والا ان ہتھیاروں سے مسلح ہو کر میدانِ عمل میں آئے گا کامیاب و کامران ہوگا۔ اور منزلِ مراد بڑھ کر اس کے قدم لے گی اور جو ان سے محروم ہوگا ناکام و نامراد ہوگا۔

دعوت کو عام کردو

برادرانِ عزیز! آج جب کہ ہر طرف بے حیائی کا دور دورہ ہے اور معاشرہ ہر قسم کی برائیوں اور معصیتوں کی آماجگاہ بنا ہوا ہے اسلام کے نام لیواؤں اور "خیر امت" کہلانے والوں کا فرض ہے کہ وہ دعوتِ حق کو عام کر دیں اور مذکورہ بالا ہتھیاروں سے لیس ہو کر پوری قوت کے ساتھ میدانِ عمل میں آ جائیں تاکہ برائیوں کا خاتمہ ہو سکے اور نیکی کی اشاعت ہو۔

افسوس کا مقام

کس قدر شرم اور افسوس کا مقام ہے کہ آج کی دنیا میں شراب کھلم کھلا فروخت ہو سکتی ہے، فاحشہ عورتیں اپنی شرمگاہوں کا بھاؤ چکا سکتی ہیں، نسل انسانی کو تباہ کرنے والے آلات ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم بنائے جا سکتے ہیں، نہتوں اور بے سروسامانوں کو نشانۂ جور و ستم بنایا جا سکتا ہے، ہر قسم کی بدتہذیبی، بے ایمانی اور سخت گیری جائز ہے لیکن خدا کے مقدس بندوں کی تعلیم کے لئے اس دور میں کوئی گنجائش

چو مرگ آید تبسم برلب اوست

شیخ الحسن صدیقی ندوی

اس عالم فانی میں جہاں ایک طرف مخلوق مال و زر کے جمع کرنے اور اس کی حرص و طمع میں پھنسی رہتی ہے۔ وہیں ہر دور اور ہر زمانہ میں اللہ کے کچھ ایسے نیک بندے بھی پائے جاتے ہیں۔ جن کے نزدیک مال و اسباب کی حیثیت ٹھیکروں اور پتھروں کے برابر بھی نہیں ہوتی۔ ان کے پاس صبح سے لے کر شام تک بے شمار تحائف مختلف شکلوں میں آتے ہیں۔ لیکن جب شام کو وہ استراحت کے لئے جاتے ہیں تو وہ ان کے پاس ایک پائی بھی نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ مزید قرض دار رہتے ہیں۔

لیکن جس حیرت انگیز طریقہ پر اللہ تعالیٰ ان کے تمام قرضوں کو ادا کرتا اور ان کو فکر معاش سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ وہ ہم جیسوں کے لئے باعث عبرت اور قابل رشک ہے

یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ رجو اپنے وقت کے بہت بڑے امام و متقی مانے جاتے ہیں۔) قرضوں کے بوجھ سے دبے ہوئے ہیں۔ اور قرض بھی کوئی معمولی نہیں۔ بلکہ ایک لاکھ درہم کا۔ لیکن اس کے باوجود داد و دہش کا دروازہ ہر خاص و عام کے لئے کھلا ہوا ہے اسی اثنا میں کوئی شخص ان کی خدمت میں ایک لاکھ درہم پیش کرتا ہے اس کو وہ فوراً تقسیم کر دیتے ہیں حالانکہ چاہیئے یہ تھا کہ اس کو اسی وقت قرضداروں میں تقسیم کرتے اور قرض سے چھٹکارا حاصل کر لیتے

قرضداروں کو جب اس کا علم ہوا کہ شیخ کے پاس اس وقت ایک لاکھ درہم موجود ہیں تو وہ سرعت کے ساتھ شیخ کی قیام گاہ کی طرف بڑھے لیکن وہاں پہنچ کر انہیں معلوم ہوا کہ وہ تاخیر سے آئے ہیں۔ چنانچہ اکثر کف افسوس ملتے ہوئے لوٹ گئے۔ لیکن اس میں سے چند نے سختی کے ساتھ تقاضا شروع کیا۔ جس کا شیخ پر بہت اثر پڑا۔ اور وہ کچھ متفکر دکھائی دینے لگے اور کچھ لوگوں نے یہ بھی سنا کہ "ہاں ابھی موت کا کوئی وقت مقرر نہیں" یہ الفاظ شیخ کی زبان سے نکل رہے تھے۔ اسی فکر میں ان کو نیند آگئی۔ اور وہ سو گئے خواب میں ان کو حضورؐ کی زیارت ہوئی۔ اور آپؐ نے فرمایا۔ کہ اے یحییٰ تم اس قدر پریشان نہ ہو۔ رنج و غم کو اپنے پاس سے دور کر دو۔ کیونکہ اس سے مجھے تکلیف ہوتی ہے۔ اٹھو اور خراسان جاؤ

وہاں ایک شخص کے پاس ایک لاکھ درہم ہیں۔ وہ تمہیں یہ درہم دے گا۔ اور تم اس سے اپنا قرض ادا کر دینا۔ اس پر یحییٰ نے سوال کیا کہ وہ شخص کس جگہ ملے گا۔ کیونکہ خراسان تو بہت بڑا صوبہ ہے حضورؐ نے فرمایا کہ تم مختلف شہروں میں جاؤ اور مخلوق کو فائدہ پہنچاؤ۔ ساتھ ہی اس خواب کا تذکرہ بھی لوگوں سے کرو۔

خواب سے بیدار ہونے کے بعد یحییٰؒ نے سفر کا ارادہ کیا۔ اور نیشا پور روانہ ہوئے۔ اور وہاں ایک بڑی تعداد نے ان سے استفادہ کیا۔ اس کے بعد ایک دن انہوں نے اپنے خواب کا تذکرہ کیا بس پھر کیا تھا ہر چہار طرف سے آوازیں آنے لگیں کسی نے کہا میں ۵۰ ہزار درہم دیتا ہوں۔ ابھی یہ خاموش نہیں ہوا تھا کہ دوسرے نے کہا میں ۴۰ ہزار دیتا ہوں اتنے میں تیسرا شخص بول پڑا کہ میں دس ہزار شیخ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ لیکن یحییٰؒ نے ان سب کو قبول کرنے سے انکار کر دیا کیوں کہ حضورؐ نے فرمایا تھا۔ کہ یہ رقم ایک ہی شخص تم کو دے گا۔ اور بلخ کا قصد کیا۔ چونکہ بلخ کے عوام ان سے پہلے ہی واقف تھے۔ اس لئے انہوں نے ان کو گھیر لیا۔ اور ان سے وعظ کی درخواست کی۔ انہوں نے بلخ کی جامع مسجد میں تقریر کی جس میں مالدار کو صوفیاء سے برتر قرار دیا۔ اسی مسجد کے ایک گوشہ میں ایک بزرگ بھی موجود تھے۔ انہوں نے جب یہ سنا تو ان کے لئے بد دعا کی۔ اور فرمایا کہ اے اللہ تو اس کے مال میں برکت نہ دے۔ اس لئے جب وہ بلخ سے عازم ہری ہوئے تو راستہ میں راہزنوں نے ان کا تمام مال و اسباب چھین لیا۔ اور ان کو جانے دیا۔ اس وقت ان کو تنبیہ ہوئی اور انہوں نے توبہ کی۔

ہری پہنچنے کے بعد یہ کسی مسجد میں تقریر کر رہے تھے اور اس تقریر میں انہوں نے اپنا خواب بیان کیا۔ اس جلسہ میں امیر ہری کی لڑکی بھی موجود تھی اس نے ان کو اپنے گھر پر بلایا۔ اور ان سے عرض کیا۔ کہ جس دن آپ نے یہ خواب دیکھا ہے۔ اسی دن میں نے بھی حضورؐ کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرما رہے ہیں کہ فلاں شخص کو اتنے درہم دو۔ میں نے فرط مسرت سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ کیا میں خود ان کے پاس جاؤں فرمایا نہیں۔ بلکہ وہ خود تمہارے پاس آئیں گے میں اسی دن سے آپ کا انتظار کر رہی ہوں۔ شکر ہے اس ذات کا جس نے مجھے سکون نصیب فرمایا۔ اس لئے آپ ۳ لاکھ درہم قبول فرمائیں۔ اور ابھی چار دن اور قیام فرما کر مخلوق خدا کو استفادہ کا موقع دیں۔

یحییٰؒ نے دونوں باتیں منظور کر لیں۔ اور افادہ عامہ کا سلسلہ شروع کیا۔ چنانچہ پہلے دن ان کی مجلس جب ختم ہوئی تو ۱۰ جنازے اٹھ چکے تھے۔ دوسرے دن ۲۵ جنازے۔ تیسرے دن ۴۰ چوتھے دن ۷۰ جنازے اٹھ گئے۔

پانچویں دن یہ ہری سے جب اپنے وطن کے لئے روانہ ہوئے تو ان کے پاس سات اونٹ درہم سے لدے ہوئے تھے۔ ساتھ میں ان کا بیٹا بھی تھا۔ اس سے فرمایا کہ شہر پہنچ کر سب سے پہلے قرضداروں کو ان کے پیسے دے دینا۔ اور جو بچ رہے وہ صوفیاء کرام اور درویشوں میں تقسیم کر دینا۔ اور ہاں دیکھو تھوڑا سا ہمارے لئے بھی رکھ لینا۔

لیکن اب تقریباً قرض ادا ہو چکا تھا۔ اس لئے فرشتۂ اجل آ پہنچا یحییٰ سحر کے وقت عبادت میں مشغول تھے۔ کہ ان کے سر پر ایک پتھر لگا جس سے وہ اسی جگہ انتقال فرما گئے۔ ہاں البتہ جاتے جاتے یہ کہہ گئے کہ میرا مال پہلے قرض داروں میں تقسیم کر دینا

(تذکرہ اولیاء ۲۳۸، ۲۳۷)

اولیاء کرام کی مختلف کیفیات ہوتی ہیں یحییٰ بن معاذ رازیؒ کو اپنی اجل کا احساس اسی وقت ہو گیا تھا۔ جب قرضداروں نے ان کو تنگ کیا تھا۔ لیکن انتقال اس وقت ہوا جب وہ اپنا قرض ادا کر چکے۔

بقیہ : خطبہ جمعہ

نہیں۔ ایک اجنبی مرد، ایک اجنبی عورت کے گلے میں ہاتھ ڈال کر ناچ سکتا ہے مگر خدائی تہذیب کے لئے دروازے بند ہیں۔

دین کی آواز بن جاؤ

پس ان حالات میں جب کہ بدی شد و مد سے پھیل رہی ہے اور دعوت حق کو دبانے کے لئے ہر قسم کے ذرائع استعمال کئے جا رہے ہیں۔ روئے زمین پر بسنے والے تمام مسلمانوں کا فرض ہے کہ دین کی آواز بن جائیں اور اپنی آواز کو اس قوت سے بلند کریں کہ ساری کائنات کی فضا کتاب و سنت کے نغموں سے معمور ہو جائے اور برائیوں کے قلعے چور چور ہو کر رہ جائیں۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کو نیکیاں پھیلانے، برائیوں کو مٹانے، دعوت حق کے ہتھیاروں سے مسلح ہونے اور اسلام کا پھریرا چار دانگ عالم میں لہرانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین!!

اسلام کا معاشی نظام

مولانا شمس الحق افغانی (تمغۂ امتیاز)
سابق وزیر معارف شرعیہ ریاستہائے متحدہ بلوچستان حال شیخ التفسیر جامعہ اسلامیہ بہاولپور

(گذشتہ سے پیوستہ)

حرکتِ دولت

سرمایہ دارانہ نظام کی اس خامی اور کجی کو کہ اس میں دولت ایک خاص طبقہ میں ساکن ہو کر رہ جاتی ہے۔ اور دوسرے لوگوں تک حرکت نہیں کرتی، اس سے دوسرے لوگوں میں غربت اور افلاس رونما ہو جاتا ہے۔ اور انسان کے اجتماعی جسم کا ایک بڑا حصہ مفلوج ہو کر رہ جاتا ہے۔ بعینہٖ اسی طرح کہ اگر ایک شخص کے بدن کا خون چند اعضاءِ بدن میں یا ایک عضو میں بند ہو کر رہ جائے اور دوسرے اعضاء کی طرف گردش نہ کرے تو وہ اعضاء یقیناً مفلوج ہو کر رہ جائیں گے۔ ایک شخص کے لئے خون اور جماعت بشری کے لئے دولت یکساں طور پر موادِ حیات ہے۔ قرآن نے پہلے اس بنیادی اصول کا اعلان کیا۔ لکی لا یکون دولۃ بین الاغنیاء منکم کہ تقسیم سب میں اس لئے ضروری ہے کہ مال صرف اغنیاء کے طبقے میں گردش نہ کرنے پائے۔ یہ تو اس بنیادی اصول کا اعلان تھا لیکن اسلام نے اس پر اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ اسلام نے اصلاحِ معاش کے لئے ایسے قوانین نافذ کئے، جن سے حرکتِ دولت پر عمل ہو۔

۱۔ اندرونِ زمین جس قدر دولت ہے۔ خواہ سونا چاندی ہو یا لوہا، ان میں فقہ اسلامی کے تحت ⅕ یعنی خمس فقراء کو دلوایا تاکہ گردشِ دولت کی تکمیل ہو (فتح القدیر باب الخمس)۔ یہ تو معدنیاتِ باطنہ کا حال ہے جو محنت و مشقت کے ذریعہ نکالے جاتے ہیں۔ باقی معدنیاتِ ظاہرہ وہ مجموعی حیثیت سے تمام عوام کا حق ہے۔ کسی شخص کے ساتھ یا کسی طبقے کے ساتھ مختص نہیں (مغنی ابن قدامہ جلد ۶ صفحہ ۱۵)

۲۔ زمین کی ایسی پیداوار جس کی آبپاشی میں تکلیف نہ ہو۔ اس میں فقراء کے لئے دسواں حصہ ہے ما سقتہ السماء او کان عثریا ففیہ العشر (صحیحین عن ابن عمرؓ) جو زمین بارش سے سیراب ہو یا دریا کی نمی سے نشو و نما پائے۔ اس کی پیداوار میں فقراء کا حق دسواں حصہ ہے۔

۳۔ جو زمین رہٹ، ڈول، ٹیوب ویل سے سیراب ہو، اس کی پیداوار میں فقراء کا بیسواں حصہ ہے۔

۴۔ نقد اور اموالِ تجارت اور تمام کاروباری آمدنی میں نصاب اور ایک سال گزرنے کی شرط پر فقراء کے لئے چالیسواں حصہ یعنی ڈھائی فی صد کا حق ثابت ہے۔ تقریباً اسی کے لگ بھگ ان مویشیوں میں بھی فقراء کے لئے زکوٰۃ کا حصہ مقرر ہے۔ جس کی تفصیل فقہ میں ہے مثلاً پانچ اونٹوں میں ایک بکری یا اس کی قیمت۔ چالیس بکریوں یا دنبوں میں جو چر کر پلتے ہوں، ایک بکری یا ایک دنبہ یا اس کی قیمت۔ گائے، بیل اور بھینس اگر تیس ہوں تو یک سالہ بچہ۔ چالیس ہوں تو دو سالہ بچہ۔

قانونِ استحبابی، فقراء نوازی، حسن اخلاقی کے ذریعہ نہ حسن عدوانی کے ذریعہ

اگر ایسی حالت پیدا ہو جائے کہ عوام غربت اور افلاس کے شکار ہوں تو امراء کے پاس اپنی ضرورت سے جس قدر مال زائد موجود ہو وہ قانونِ استحبابی کے تحت سب فقراء میں تقسیم ہو۔ و یسئلونک ماذا ینفقون قل العفو آپ سے اے پیغمبر! پوچھتے ہیں۔ فقراء پر کیا خرچ کریں۔ آپ کہہ دیں کہ تمام وہ مال خرچ کرو جو ضرورت سے زائد ہو۔

ابن حزم ضرورت کے وقت اغنیاء کے اموال کو
ہیں اور اس پر اجماع صحابہ نقل کرتے ہیں۔
فقراء پر برابر تقسیم کرنا لازمی قرار دیتے

ابن حزم المحلی میں لکھتے ہیں۔ علیؓ سے روایت ہے کہ اللہ نے اغنیاء پر ضروریاتِ فقراء کو فرض قرار دیا ہے۔ اگر فقراء بھوکے اور ننگے ہوں اور اغنیاء کے نہ دینے کی وجہ سے تکلیف میں پڑ جائیں تو اللہ تعالیٰ ان سے حساب لے گا اور سزا دے گا۔ ضرورت کے وقت اغنیاء سے مال لے کر سب پر برابر تقسیم کیا جائے گا۔ ابو عبیدہ بن الجراحؓ اور تین سو صحابہ نے توشہ جمع کر کے سب پر برابر تقسیم کیا۔ جن کو وہ توشہ دانوں میں جمع کر کے برابر بقدر قوت سب کو دیتے رہے۔ عربی عبارت یہ ہے:۔

عن علی ان اللہ فرض علی الاغنیاء فی اموالھم بقدر ما یکفی فقراءھم فان جاعوا او عروا او جھدوا لبمنع الاغنیاء فحق علی اللہ ان یحاسبھم یوم القیامۃ و یعذبھم و عند الحاجۃ یقسم المال علی السواء صح عن ابی عبیدۃ بن الجراح و ثلاث مائۃ من الصحابۃ ان زادھم نفی فجمعوا ازوادھم فی مزودین و جعل یقوتھم علی السواء فھذا اجماع مقطوع بہ من الصحابۃ (المحلی ج ۶ صفحہ ۱۵۸) پھر اسی طرح ابو سعیدؓ کی مرفوع حدیث اور حضرت عمرؓ سے بھی نقل کیا ہے الفاظ یہ ہیں:۔

عن ابی سعید مرفوعا من کان معہ فضل ظھر فلیعد بہ من لا ظھر و من کان معہ فضل زاد فلیعد بہ من لا زاد لہ قال فذکر اصنافا من المال حتی رئینا انہ لا حق لنا فی الفضل فضول اموال الاغنیاء فقسم ما علی فقراء المھاجرین و ھذا فی غایۃ الصحابۃ و الجلالۃ (المحلی ج ۶ صفحہ ۱۵۸)

ابو عبیدہ بن الجراح کے ہمراہ تین سو صحابہ تھے۔ جن میں اکثر کے پاس توشہ یعنی زادِ راہ ختم ہو چکا تھا۔ آپ نے جن کے پاس زادِ راہ تھا، اُن سے لے کر سب پر برابر تقسیم کیا اور صحابہ میں سے کسی نے ان کے اس فعل پر اعتراض نہیں کیا۔ ابو عبیدہؓ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور لسانِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؓ کو

اَمِینِ اُمّت کا خطاب ملا ہے۔ابو سعیدؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا کہ جس کے پاس ضرورت سے زائد سواری ہو، وہ اس شخص کو دے دے جس کے پاس سواری نہیں اور جس کے پاس زادِ راہ زائد موجود ہو تو وہ اس کو دے دے جس کے پاس زادِ راہ نہیں ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی کئی ضرورت کی چیزیں ذکر فرمائیں ۔یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ ہمارے پاس ضرورت سے جو چیز زائد ہو، اس میں ہمارا کوئی حق نہیں ۔ابنِ حزم فرماتے ہیں کہ اس پر صحابہ کا اجماع ہے (المحلی جلد ۶ صـ ۱۸۵)،

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ابن حزم نے نقل کیا ہے کہ آپؓ نے فرمایا مجھے جن حالات کا بعد میں علم ہوا، اگر مجھے اس کا پہلے علم ہوتا تو میں دولت مندوں سے ضرورت سے زائد مال لے کر فقراء مہاجرین پر تقسیم کرتا ۔اس روایت کی سند نہایت صحیح اور جلیل الشان ہے ۔قل العفو والی آیت اور ان روایات پر نظر ڈال کر کیا اس امر کا یقین حاصل نہیں کیا جا سکتا کہ اسلام کے معاشی نظام میں عوام کی حالت اشتراکی نظام کی نسبت زیادہ بہتر اور زیادہ پُر محبت و خلوص ہو گی ۔ اور وہ تمام نقائص بھی نہ ہوں گے جو اشتراکی نظام میں موجود ہیں ۔ مولانا عبید اللہ سندھی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جب میں نے صرف اس ایک آیت یسئلونک ماذا ینفقون قل العفو کا ترجمہ لینن[1] کو سنایا تو جوش میں آکر اس نے کہا کہ اگر ہم پہلے اس سے واقف ہوتے تو ہمیں کمیونزم کی ضرورت نہ ہوتی ۔بہرحال ابنِ حزم نے جو کچھ لکھا وہ ایک جبری قانون ہے ۔ لیکن اگر اس کو باہمی رضا مندی اور جذبۂ اخوت کے تحت رضا کارانہ طور پر عمل میں لایا جائے تو یہ معاشی خوشحالی کے لئے بہترین ذریعہ ہو سکتا ہے ۔

قانونی مساوات اور شاہ و گدا کی برابری

امراء عوام کے حقوق کو اپنے اثر و رسوخ کے ذریعہ غصب کرتے ہیں اور پھر عوام کی حق رسی نہیں ہوتی ۔لہٰذا حکومت ہونا نہ ہونا عوام کے لئے برابر ہو جاتا ہے ۔ اسلام نے قانونی حقوق میں مساوات قائم کر کے اس خامی کو دور کیا اور شاہ و گدا کو قانون انصاف کے آگے برابر کر دیا ۔زبانی دعویٰ تو ہر حکومت یہی کرتی ہے ۔ لیکن جہاں تک عمل کا تعلق ہے، اسلامی تاریخ کے علاوہ کسی دین و آئین میں مساواتِ قانونی کا عملی رنگ موجود نہیں ۔خلفاء اور شاہانِ اسلام کو ایک معمولی غریب کے دعویٰ کی جواب دہی کے لئے عدالت میں حاضر ہونا پڑتا تھا اور عدالت کا فیصلہ سنتے ہی اس پر عمل کرتے تھے ۔ اسلامی تاریخ مساواتِ قانونی کے عملی واقعات سے لبریز ہے ۔ ہم اختصاراً اُن کو ترک کرتے ہیں لیکن اس کے برخلاف انگلستان کے آئین میں صاف لکھا ہے کہ بادشاہ ہر قانون سے مستثنیٰ ہے ۔

اسلامی معاشی نظام میں اشیاء مشترکہ

اسلام کے معاشی نظام میں اشیاء مشترکہ یا بالفاظ دیگر اسلامی اشتراکیت اسلام دینِ فطرت ہے ۔لہٰذا اس نے اپنے معاشی نظام میں ایسی اشیاء کو شخصی ملکیت سے مستثنیٰ کر کے مشترک عوامی ملکیت میں شامل کیا، جن کا تعلق انسانی جد و جہد اور انسانی سعی و عمل سے نہیں اور جن کی ضرورت سب عوام کو ہے ۔ ان کی تفصیل حسب ذیل ہے ۔

علویات میں سے آفتاب و ماہتاب اور سفلیات میں سے پانی دریا کا ہو یا سمندر کا، آگ، گھاس، نمک، خشکی یا آبی شکار مشترک ہیں ۔ (ابن ماجہ، ھدایہ، کتاب الخراج امام ابو یوسف) ان مذکورہ اشیاء کے ساتھ سب عوام کا حق متعلق ہے ۔کوئی کسی کو محروم نہیں کر سکتا ۔ اور نہ حکومت عوام پر پابندی لگا سکتی ہے ۔ اِلّا اس صورت میں کہ عوام کو اس میں نقصان ہو ۔دریا میں سے ہر آدمی کو پانی پینے کا حق ہے ۔ جانوروں کو پانی پلانے کا بھی حق ہے ۔ نالی کھود کر کھیت سیراب کرنے کا بھی حق ہے ۔ اس میں کشتی چلا کر پیسے کمانے کا بھی حق ہے ۔ اس کے پانی میں مچھلی پکڑنے کا بھی حق ہے ۔خواہ دریا ہو یا سمندر ۔ اسی طرح خود رَو گھاس میں ہر آدمی کا حق ہے ۔خواہ خود کاٹے یا اگر مالک زمین کو ضرر ہو تو وہ خود کاٹ کر اس کے حوالہ کر دے ۔ اسی طرح پہاڑوں سے قدرتی نمک حاصل کرنا ہر آدمی کا حق ہے کہ اس سے استفادہ کرے ۔ زمینی، سمندری اور دریائی شکار پر بھی کوئی پابندی نہیں ۔ تمام عوام اس سے استفادہ کر سکتے ہیں ۔ اسی طرح سمندر سے جو جواہرات عنبر وغیرہ نکلتے ہیں وہ سب کا حق ہے ۔ وفی الغایۃ فیما فی البحر لا یملک الامام ان یختص واحدا دون واحد بادشاہ کا حق نہیں کہ سمندری اشیاء کو کسی کے لئے مختص کر دے ۔ (شرح ھدایہ)

مرافق بلد

جو غیر مملوکہ زمین شہر سے باہر ہو لیکن شہر والوں کو اس کے جنگل میں سے جلانے کی لکڑی کی ضرورت ہو یا مویشی چرانے کی، ایسی زمین مشترک رہے گی تاکہ شہری ضرورت اس سے پوری ہو سکے ۔ وہ موات کے حکم میں نہیں کہ کوئی ایک فرد اس پر قبضہ کرے اور نہ یہ جائز ہے کہ حکومت اسے کسی کو بطورِ جاگیر دے :۔

وما کان خارج البلد من مرافقھا و محتطبا لاھلھا ومرعالھم لا یکون مواتا فی لا یملک الامام اقطاعھا (عنایۃ علی الھدایۃ ج ۴ صـ ۵)

پروگرام

حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

۷ر ستمبر بروز ہفتہ ۵ بجے شام بذریعہ ریل کار روانگی برائے سرگودھا ۔

۱۴ر ستمبر بروز ہفتہ ۸ بجے شام بذریعہ خیبر میل راولپنڈی وہاں سے کوہاٹ تشریف لے جائینگے

۱۵ر ستمبر کوہاٹ ۔ ۱۶ر ستمبر پشاور ۔ ۱۷ر ستمبر نوشہرہ ۔ اسی روز رات کو بذریعہ خیبر میل واپسی برائے لاہور ۔ انشاء اللہ ۔

(حاجی بشیر احمد)

تبدیلی پتہ

حاجی بشیر احمد صاحب خادم خاص حضرت جانشین شیخ التفسیرؒ کو تمام خطوط آئندہ صرف خدام الدین کی معرفت تحریر کئے جائیں ۔ کیونکہ انہوں نے اندرون لوہاری گیٹ چوک بخاری والی دکان چھوڑ دی ہے ۔ (ادارہ)

---

[1] مولانا محمد اسمٰعیل سیالکوٹی فاضل دیوبند نے فرمایا مولانا عبید اللہ سندھیؒ نے بذاتِ خود مجھ سے فرمایا تھا کہ میری ملاقات لینن سے نہیں ہوئی بلکہ بیگم لینن سے ہوئی اور یہ وہ واقعہ ہے ۔ (ادارہ)

(گذشتہ سے پیوستہ)

مقاماتِ عبرت

(آیاتِ قرآنی کی روشنی میں)

عبدالرحمٰن لودھیانوی شیخوپورہ

۵- وَ مِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَ الْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّ رِزْقًا حَسَنًا ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝

(سورہ النحل آیت ۶۷ پ ۱۴)

ترجمہ: کھجور اور انگور کے میووں سے تم نشہ اور خاصی روزی بناتے ہو۔ بے شک اس بات میں سمجھدار لوگوں کے لئے نشانی ہے۔

تفسیر اس قسم کی چیزوں کے ذکر کرنے سے مقصود یہ ہے کہ لوگوں کے خیال میں جو بڑی بڑی نعمتیں ہیں وہ سب خدا کی پیدا کی ہوتی ہیں۔ پھر تعجب ہے کہ آدمی کس طرح منعمِ حقیقی کے احسانات بھلا کر دوسروں کا غلام بن جاتا ہے۔ گویا شرک کے رد کی طرف اشارہ ہوا اور یہ بھی کہ جس طرح تمہاری جسمانی زندگی کے لئے خدا نے طرح طرح کے انتظامات اور مناسب سامان کئے ہیں ضرور ہے کہ روحانی زندگی اور باطنی ترقی کے وسائل و ذرائع بھی کافی مقدار میں مہیا کئے ہوں گے۔

۶- وَ اَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّ مِنَ الشَّجَرِ وَ مِمَّا يَعْرِشُوْنَ ۝ ثُمَّ كُلِیْ مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُكِیْ سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ؕ يَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝

(سورہ النحل آیت ۶۸-۶۹ - پ ۱۴)

ترجمہ: اور تیرے رب نے شہد کی مکھی کو حکم دیا کہ پہاڑوں میں گھر بنائے۔ اور درختوں میں جہاں چھتریاں باندھتے ہیں۔ پھر ہر طرح کے میووں سے کھا پھر اپنے رب کے صاف پڑے ہوئے راستوں پر چل۔ ان کے پیٹ سے پینے کی چیز نکلتی ہے جس کے مختلف رنگ ہیں۔

تفسیر شہد کی مکھی کو حکم دینے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی فطرت ایسی بنائی جو باوجود ادنےٰ حیوان ہونے کے نہایت کاریگری اور باریک صنعت سے اپنا چھتہ پہاڑوں، درختوں اور مکانوں میں تیار کرتی ہے۔ ساری مکھیاں ایک بڑی مکھی کے ماتحت رہ کر پوری فرمانبرداری کے ساتھ کام کرتی ہیں۔ ان کے سردار کو یعسوب کہا جاتا ہے جس کے ساتھ مکھیوں کا جلوس چلتا ہے۔ جب کسی جگہ مکان بناتی ہیں تو سب خانے مسدس متساوی الاضلاع کی شکل پر ہوتے ہیں بغیر مسطر و پرکار وغیرہ کے اس قدر صحت و ضابطہ کے ساتھ ٹھیک ٹھیک ایک ایک ہی شکل پر تمام خانوں کا رکھنا آدمی کو حیران کر دیتا ہے۔ پھر یہ مکھیاں فطرتاً چھتہ سے نکل کر رنگ برنگ کے پھل پھول چوستی ہیں جن سے شہد و موم وغیرہ حاصل ہوتا ہے۔ اور یہ شہد خالص باذن اللہ مریضوں کی شفایابی کا ذریعہ بنتا ہے۔

حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رحؒ لکھتے ہیں کہ حق تعالےٰ نے اوپر کی آیتوں میں بُرے میں سے بھلا نکلنے کے لئے تین پتے بتلائے۔ جانور کے پیٹ اور خون گوبر کے مادہ سے دودھ، نشہ کے مادہ انگور کھجور وغیرہ سے پاک روزی اور مکھی کے پیٹ سے شہد، ان تینوں میں اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس قرآن کی بدولت جاہلوں کی اولاد میں عالم پیدا کرے گا۔ حضرتؐ کے وقت میں یہی ہوا کہ کافروں کی اولاد عارف کامل ہوئی۔

۷- وَ اِنَّ لَكُمْ فِی الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِیْ بُطُوْنِهَا وَ لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ وَّ مِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝ وَ عَلَيْهَا وَ عَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ۝

سورہ مومنون آیت ۲۱-۲۲- پ ۱۸- ع ۱)

ترجمہ: اور تمہارے لئے چوپایوں میں دھیان کرنے کی بات ہے۔ ہم تم کو ان کے پیٹ کی چیز پلاتے ہیں اور تمہارے لئے ان میں بہت فائدے ہیں۔ اور بعضوں کو کھاتے ہو۔ اور ان پر اور کشتیوں پر لدے پھرتے ہو۔

تفسیر جانوروں کا دودھ ہم اپنی قدرت سے تم کو پلاتے ہیں اور بہت کچھ فائدے تمہاری ذات کے لئے ان کے اندر رکھ دئے ہیں حتیٰ کہ بعض جانوروں کا گوشت کھانا بھی حلال کر دیا۔ خشکی میں جانوروں کی پیٹھ پر اور دریا میں جہازوں اور کشتیوں میں سوار ہو کر کہیں سے کہیں نکل جاتے ہو اور بڑے بڑے وزنی سامان ان پر لادتے ہو۔

۸- يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ ۝ (سورہ نور آیت ۴۴ پ ۱۸ ع ۱۲)

ترجمہ: اللہ رات اور دن کو بدلتا ہے۔ اس میں آنکھ والوں کو دھیان کرنے کی جگہ ہے۔

تفسیر دن کے بعد رات اور رات کے بعد دن اسی کی قدرت سے آتا ہے وہی کبھی رات کو کبھی دن کو گھٹاتا بڑھاتا رہتا ہے اور ان کی گرمی کو سردی سے، سردی کو گرمی سے تبدیل کرتا ہے۔ آدمی کو چاہئے کہ قدرت کے ایسے عظیم الشان نشانات دیکھ کر عبرت و بصیرت وغیرہ حاصل کرے اور اس شہنشاہِ حقیقی کی طرف سچے دل سے رجوع ہو جس کے قبضہ میں ان تمام تصرفات و انقلابات کی باگ ہے

۹- هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ۝

اِذْ نَادٰىهُ رَبُّهٗ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۝ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۝ فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰٓى اَنْ تَزَكّٰى ۝ وَاَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى ۝ فَاَرٰىهُ الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى ۝ فَكَذَّبَ وَعَصٰى ۝ ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰى ۝ فَحَشَرَ فَنَادٰى ۝ فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ۝ فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى ۝ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ۝ (پ ۳۰ ع ۳ س نازعات آیات ۱۶ تا ۲۵)

ترجمہ: کیا تجھ کو موسیٰؑ کی بات پہنچی ہے جب اس کو اس کے رب نے پاک میدان طویٰ میں پکارا۔ فرعون کے پاس جا کیونکہ اس نے سر اٹھایا ہے۔ پھر کہہ۔ کیا تیرا جی چاہتا ہے کہ تو سنور جائے کیا میں تجھ کو تیرے رب کی راہ بتاؤں؟ پھر تجھ کو ڈر ہو۔ پھر موسیٰؑ نے فرعون کو بڑی نشانی دکھلائی۔ پھر اس نے جھٹلایا اور نہ مانا۔ پھر پیٹھ پھیر کر تلاش کرتا ہوا چلا۔ پھر سب کو جمع کیا۔ پھر پکارا۔ تو کہا۔ میں تمہارا سب سے اوپر رب ہوں پھر اللہ نے اس کو آخرت اور دنیا کی سزا میں پکڑا۔ بے شک اس میں سوچنے کی جگہ ہے جس کے دل میں ڈر ہو۔

تفسیر ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تسکین کے لئے موسیٰ علیہ السلام کا قصہ فرعون کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے پاک رسولؐ! کیا آپ کو موسیٰؑ کا قصہ پہنچا ہے؟ جب کہ ان کو ان کے پروردگار نے ایک پاک میدان طویٰ میں پکارا۔ کہ تم فرعون کے پاس جاؤ۔ اس نے بڑی شرارت اختیار کی ہے۔ سو اس سے جا کر کہو کہ کیا تجھ کو اس بات کی خواہش ہے کہ تو درست ہو جائے اور تیری درستی کی غرض سے میں تجھ کو تیرے رب کی طرف (ذات و صفات کی) رہنمائی کروں جسے سن کر تو اس سے ڈرنے لگے اور اس ڈر سے درستی ہو جائے ـــــ غرض یہ حکم سن کر موسیٰؑ فرعون کے پاس گئے اور جا کر پیغام ادا کیا۔ پھر جب اس نے دلیلِ نبوّت طلب کی تو اس کو نبوّت کی بڑی نشانی دکھائی (عصاء کا معجزہ دکھلایا) تو اس فرعون نے موسیٰؑ کو جھٹلایا اور ان کا کہنا نہ مانا۔ پھر موسیٰؑ سے جدا ہو کر ان کے خلاف کوشش کرنے لگا اور لوگوں کو جمع کیا۔ پھر ان کے سامنے بلند آواز سے تقریر کی اور کہا کہ میں تمہارا ربِّ اعلیٰ ہوں۔ سو اللہ تعالیٰ نے اس کو دنیا و آخرت کے عذاب میں پکڑا۔ دنیوی عذاب تو غرق ہونا ہے اور اخروی عذاب آگ میں جلنا ہے۔ بے شک اس واقعہ میں ایسے شخص کے لئے بڑی عبرت ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرے۔

قارون کو مع خزانہ زمین میں دھنسا دیا گیا۔ قوم نوحؑ پر پانی کا عذاب آیا۔ قوم عاد پر صیحہ (چنگھاڑ) اور زلزلہ آیا۔ قوم شعیب پر بھی زلزلہ آیا۔ فرعونی دریائے نیل میں غرق ہوئے۔ قوم لوطؑ کی بستیاں الٹ دی گئیں۔ اور پتھروں کی بارش ہوئی۔ ان کی بستیوں کے کھنڈرات تم دیکھ چکے ہو ـــ ان واقعات سے عبرت حاصل کرو۔

سورہ حجر پ۱۴ اور سورہ اعراف پ۸ اور سورہ ہود پ۱۲ و دیگر مقامات پر مذکورہ اقوام کے قصص مفصل طور پر بیان کئے گئے ہیں جن میں ان لوگوں کی کرتوتوں پر مختلف عذاب آئے۔

حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تبوک جاتے ہوتے وادیٔ حجر پر سے گزرے۔ آپؐ نے سر ڈھانپ لیا۔ سواری کی رفتار تیز کر دی اور صحابہؓ کو فرمایا کہ معذّب قوموں کی بستیوں پر مت داخل ہوں مگر خدا کے خوف سے روتے ہوئے۔ اور اگر رونا نہ آئے تو رونے والوں کی صورت بنا لو خدا نہ کرے وہ چیز تم کو پہنچے جو ان کو پہنچی تھی۔

یہ آپ نے مسلمانوں کو ادب سکھلایا کہ آدمی اس قسم کے مقامات پر پہنچ کر عبرت حاصل کرے اور خدا کے خوف سے لرزاں و ترساں ہو محض سیر و تماشا نہ سمجھے۔

حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ لکھتے ہیں کہ پہلی امتوں کا حال سنا کر فرمایا کہ یہ جہان یونہی خالی نہیں پڑا۔ سر پر ایک مدبّر ہے جو ہر چیز کا مکمل تدارک کرنے والا ہے۔ آخری تدارک کا نام قیامت ہے۔

آسمان کے اس قدر وسیع، اونچا اور بغیر ستون پیدا کرنے میں اور اس کو پانی پر پھیلانے میں، اور رات دن کے بدلتے رہنے اور ان کے گھٹانے اور بڑھانے میں، کشتیوں کے دریا میں چلنے میں اور آسمانوں سے پانی برسانے اور اس سے زمین کو سرسبز اور تر و تازہ کرنے میں، اور جملہ حیوانات میں اس سے توالد تناسل نشو و نما ہونے میں اور مختلف طرفوں سے ہواؤں کے چلانے میں اور بادلوں کو آسمان اور زمین میں معلّق کرنے میں دلائل عظیمہ اور کثیرہ ہیں۔ حق تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی قدرت اور حکمت و رحمت پر عقل مندوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

عقلمند آدمی جب آسمان و زمین کی پیدائش اور ان کے عجیب و غریب احوال و روابط اور دن رات کے مضبوط و محکم نظام میں غور کرتا ہے تو اس کو یقین کرنا پڑتا ہے کہ سارا مرتّب و منظم سلسلہ ضرور کسی ایک مختارِ کل اور قادرِ مطلق فرمانروا کے ہاتھ میں ہے جس نے اپنی عظیم قدرت و اختیار سے ہر چھوٹی بڑی مخلوق کی حدبندی کر رکھی ہے۔ کسی چیز کی مجال نہیں کہ اپنے حدود وجود اور دائرہ عمل سے باہر قدم نکال سکے۔ اگر اس عظیم الشان مشین کا ایک پرزہ یا اس کارخانہ کا ایک مزدور بھی مالکِ مطلق کی قدرت و اختیار سے باہر ہوتا تو مجموعۂ عالم کا یہ مکمل نظام ہرگز قائم نہ رہ سکتا۔ عقلمند آدمی کھیتی کا حال دیکھ کر نصیحت حاصل کرتا ہے کہ جس طرح اس کی رونق اور سرسبزی چند روزہ تھی پھر چورا چورا کیا گیا۔ یہی حال دنیا کی چہل پہل کا ہوگا۔ م

م۔ چاہئے کہ آدمی اس کی عارضی بہار پر فریفتہ ہو کر انجام سے غافل نہ ہو جائے۔

مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کا فاضلانہ
مبین
درسِ قرآن

منعقدہ ۲۳ ر جولائی ۱۹۶۷ء

مرتبہ
محمد عثمان غنی
بی اے

(۳)

آج جو سورت پڑھی گئی ہے آپ کے سامنے۔ یہ ہے سورتِ یونس۔ پہلی سورت تھی سورتِ توبہ۔ اس میں اللہ تعالیٰ کے نبی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک اعلان فرمایا۔ اَذَانٌ مِّنَ اللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖٓ اِلَی النَّاسِ یَوْمَ الْحَجِّ الْاَکْبَرِ اَنَّ اللّٰہَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ۟ وَ رَسُوْلُہٗ ط کہ اللہ اور اس کا رسولؐ اعلان کرتا ہے کہ ہمیں مشرکوں کی تائید اور مدد کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ مشرکوں کو ہم یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ اسلام دنیا میں پھیلے گا، اسلام دنیا میں غالب آئے گا۔ سورتِ یونس میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت اور تبلیغ میں کچھ مشابہت یونس علیہ السلام کے ساتھ بھی ہے۔ دنیا میں جن قوموں نے جن علاقوں نے اپنے اپنے انبیاء علیہم السلام کو جھٹلایا وہ اس تکذیب پر آخر تک قائم رہے۔ اور قومیں تباہ ہو گئیں اور انبیاء علیہم السلام فائز المرام ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور پہنچے، اپنی دعوت کو انہوں نے مکمل کیا۔ نبی کے ذمے دعوت ہی ہوتی ہے — بات کا پہنچانا — عمل کرنا، یہ قوم کا کام ہوتا ہے — لیکن دنیا میں یونس علیہ السلام کی ایک قوم وہ تھی جس پر کہ عذابِ الٰہی آنے والا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمتِ خصوصی کے ساتھ اس عذاب کو ٹال دیا۔ اور یونس علیہ السلام کی قوم ساری کی ساری آخر وقت میں مسلمان ہو گئی۔ یونس علیہ السلام کے دستِ اقدس پہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی توحید کو قبول کر لیا۔

اسی طرح میرے بزرگو! مشابہت ہے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یونس علیہ السلام کے ساتھ۔ مکہ مکرمہ کے لوگوں نے آخر دم تک امام الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مخالفت کی حتیٰ کہ مکہ مکرمہ جب فتح ہوتا ہے اس دن مکے والے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتے ہیں۔ مکہ مکرمہ کے رہنے والوں نے امام الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مکہ مکرمہ سے نکلنے پر مجبور کیا اور پھر جب حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو وہاں بھی آپؐ کا پیچھا نہ چھوڑا۔ یہ غزوۂ بدر اور غزوۂ احد اور دوسرے غزوات یہ اہلِ مکہ کی تمام سکیمیں تھیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنا فضل و کرم فرمایا اور آخر وقت میں جب حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مکہ مکرمہ فتح کیا، فتحِ مکہ کے دن دس ہزار انسانوں نے پڑھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ، بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ صرف دو تین آدمی رہ گئے تھے جن کو تلوار سے تہ تیغ کیا گیا۔ باقی سارے کے سارے جو لوگ تھے وہ مسلمان ہو گئے تھے۔

یہاں اتنی بات میں عرض کر دوں صحابہ کرامؓ کی چند قسمیں ہیں۔ ایمان کی تقدیم اور تاخیر کے اعتبار سے لیکن سورت الحدید پڑھ لیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰہُ الْحُسْنٰى (الحدید ۱۰) اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کے معاملے کو صاف فرما دیا۔ کچھ صحابہ کرام وہ ہیں جو ہجرت سے پہلے مسلمان ہوئے۔ ابوبکر صدیق، عثمان غنی، عمر ابن الخطاب، علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم یا دوسرے صحابہ کرام — اور کچھ وہ صحابہ کرام ہیں جو فتحِ مکہ سے پہلے مسلمان ہوئے، مدینہ کے رہنے والے، مکے کے بھی کچھ لوگ فتحِ مکہ کے دن مسلمان ہوئے جیسا کہ ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتحِ مکہ ہونے کے مسلمان ہوئے ہیں اور باقی دس ہزار صحابہ کرام جن کی تعداد کم و بیش آتی ہے وہ مکہ مکرمہ جس دن فتح ہوا ہے اس دن وہ مسلمان ہوئے ہیں۔ لیکن یاد رکھیں، یہاں پہ یہ شبہ نہ کیا جانے جیسے کہ بعض غلط اندیش قسم کے لوگ بے ادبی کے ساتھ کچھ شبہات ظاہر کر دیتے ہیں۔ ہر صحابی جس نے اپنی آنکھ سے دیکھ لیا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو، خواہ ایک سیکنڈ بھی دیکھ لیا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مغفور اور مرحوم ہے۔ اور اسی کے متعلق فرمایا۔ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ وَ رَضُوْا عَنْہُ (البینۃ ۸)

تو سورت الحدید میں میرے بزرگو! قرآن مجید نے صحابہ کرام کی قسموں کو بیان فرمایا اور آخر میں جا کر یہ بھی ارشاد فرمایا وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰہُ الْحُسْنٰى۔ (الحدید ۱۰) فرمایا سب کے ساتھ میرا رحمتوں کا، برکتوں کا، بہتری کا وعدہ ہے۔ یعنی یہ سارے کے سارے اللہ تعالیٰ کے ہاں مغفور اور مرحوم ہیں۔ ان سب سے اللہ تعالیٰ راضی ہو چکا ہے۔

تو جس طرح یونس علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی قوم عذابِ الٰہی کا شکار ہوتے ہوتے بچ گئی تھی اسی طرح نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم بھی عذابِ الٰہی کا شکار ہوتے ہوتے بچ گئی۔ ورنہ انہوں نے تو بڑا زور لگایا۔ قرآن مجید میں آتا ہے کہ وہ بیت اللہ کے پردوں کو پکڑ کر یہ کہتے تھے کہ اے اللہ! اگر یہ نبی سچا نبی ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر گرا دے۔ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ○ (الانفال ۳۲) لیکن قرآن مجید نے کیا جواب دیا؟ وَ مَا كَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَہُمْ وَ اَنْتَ فِیْہِمْ ط (الانفال ۳۳) اے میرے حبیب! اس قوم کو میں کیسے عذاب دوں جن میں تیرا وجود موجود ہو۔ اور پھر اس قوم کو میں کیسے عذاب دوں جو خدا سے معافی مانگتی ہو۔ حکمت یہ معلوم ہوتی ہے اس آیتِ کریمہ کی کہ یہ لوگ آخر میں مسلمان ہو جائیں گے۔ چنانچہ

میں نے ابھی عرض کیا کہ فتح مکہ کے دن سارے کے سارے مسلمان ہو گئے تھے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتے تھے۔ اس لئے میں نے ربط آپ کے سامنے عرض کر دیا کہ سورت توبہ کے درمیان اور سورت یونس کے درمیان یہ ربط ہے کہ جس طرح یونس علیہ السلام کی قوم نے عذاب کے آنے سے ذرا پہلے کلمہ پڑھ لیا تھا اور عذاب ٹل گیا۔ اسی طرح مکے والے بھی اے میرے حبیبؐ! آپ پر ایمان لے آئیں گے اور یہ سارے کے سارے مسلمان ہو جائیں گے۔ یہ نسبت اور ربط ہے ان دونوں سورتوں کے درمیان

سورتِ یونس مکی سورت ہے، ہجرت سے پہلے نازل ہوئی جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اور یہ بھی امام انبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) کی صداقت کی سب سے بڑی دلیل ہے میرے بھائیو! مکہ مکرمہ میں وہ سورتیں نازل ہوئیں مکہ مکرمہ میں وہ کلمات اور ارشادات نازل ہوئے جن کے وقوع میں بہت سارے شکوک ہو سکتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ کی بات پر اللہ کے نبی کو یقین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یقین تھا اس لئے مکی سورتوں میں بھی امام الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) کی فتح و نصرت کی بشارتیں موجود ہیں۔

سورتِ یونس مکی ہے۔ یونس علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے رسولؑ ہیں جہاں تک میرا حقیر سا مطالعہ ہے۔ قرآن مجید میں چند نبیوں کے ناموں پر سورتیں آتی ہیں۔ ایک ہے سورتِ ابراہیم۔ ابراہیم علیہ السلام کے نام پر آئی ہے۔ ایک ہے سورتِ یونس، یونس علیہ السلام کے نام پر آئی ہے، ایک ہے سورتِ نوح، نوح علیہ السلام کے نام پر آئی ہے۔ سورتِ طٰہٰ امام الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام پر ہے طٰہٰ کا معنی ہے "اے مردِ مجاہد!" "اے مردِ برحق" "اے جوان مرد!"۔۔۔ طٰہٰ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اسم گرامی ہے۔ سورتِ یٰسٓ بھی حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اسم گرامی پر آئی ہے۔ یٰسٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ ۙ

یا حرفِ ندا ہے اور سٓ حروفِ مقطعات میں سے نہیں ہے۔ بلکہ س میرے بزرگو! سید الحروف ہے۔ جس طرح دنیا کی تمام چیزوں میں سے سردار ہوتے ہیں۔ دنوں کا سردار جمعہ ہے، مہینوں کا سردار رمضان المبارک ہے، نبیوں کے سردار ہیں جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حروف کا سردار ہے حرفِ سین۔ علمائے جفر نے لکھا ہے کہ س سید الحروف ہے۔ سید الحروف اس حرف کو کہتے ہیں جس کے تلفظ میں پہلے حرف کے جو اعداد ہوں پچھلے حروف کے مجموعی اعداد اس کے مطابق ہوں تو سین کے تین حروف ہیں س، ی اور ن۔ یہ بات ایسے ہی آ گئی ہے۔ یہ بھی درسِ قرآن ہے۔ س ی ن۔ س کے اعداد ہیں ابجد کے اعتبار سے ساٹھ (۶۰) اور ی کے بنتے ہیں دس (۱۰) اور ن کے بنتے ہیں پچاس (۵۰) پہلے حرف کا جو مجموعہ ہے وہ پچھلے حروف کے مجموعے کے برابر ہے اور یہ بات جتنے حروفِ تہجی ہیں ۲۹ ان میں سے کسی حرف کو بھی حاصل نہیں اس لئے علمائے جفر کا یہ فیصلہ ہے کہ س کیا ہے؟ سید الحروف۔۔۔ تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا؟ یٰسٓ ۚ (اے سید دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم)

تو سورتِ یٰسٓ بھی حضورؐ کے نام پر، سورتِ طٰہٰ بھی حضورؐ کے نام پر اور سورتِ محمد بھی حضورؐ کے نام پر (صلی اللہ علیہ وسلم) (جسے سورتِ القتال بھی کہا جاتا ہے) تو یہ جو سورتیں انبیاء علیہم السلام کے ناموں سے شروع ہوئیں یا ناموں پر آتی ہیں ان میں سے سورتِ یونس بھی ہے۔ یونس علیہ السلام کے متعلق قرآن مجید میں جہاں تک میرا حقیر سا مطالعہ ہے اپنے اکابر کی دعاؤں سے وہ سات دفعہ آتا ہے۔ چار دفعہ تو اس کو لفظِ یونس کے ساتھ تعبیر فرمایا، ایک دفعہ ذالنون کے ساتھ تعبیر فرمایا۔۔۔ جیسا کہ سورتِ انبیاء میں فرمایا۔ وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۚ (الانبیاء ۸۷) اور دو دفعہ صاحب الحوت کے ساتھ۔۔۔ مچھلی والا یونس (علیہ السلام) (باقی آئندہ)

بقیہ: خدا کی طرف ۔۔۔۔۔۔

غور و فکر سے کام لے گا تو اجازت پر عمل کرنے کے بجائے صبر ہی کو بہتر سمجھے گا۔ ساتھ ساتھ صبر کی فضیلت بیان کر دی گئی تاکہ جیسے ہی صبر کا تصور اس کے سامنے آئے تو اس فضیلت کو دیکھ کر وہ اسی کو اختیار کرنے پر آمادہ ہو جائے اور منتقم یا ظالم کے بجائے اپنا "صابرین" کی فہرست میں لکھوائے۔

اس آیت کی تفسیر میں امام غزالی رحمہ اللہ کا ارشاد ہے:۔

استعداد اور فہم کے لحاظ سے ہر انسان کی طبیعت یکساں نہیں ہے۔ اور ہر ذہنی صلاحیت ایک خاص طرح کا سلوبِ خطاب چاہتی ہے۔ اربابِ دانش کے لئے استدلال کی ضرورت ہوتی ہے۔ عوام کے لئے موعظت اور پند و نصیحت کی اور اصحابِ خصومت کے لئے جدل کی۔ پس اس آیت میں قرآن حکیم نے تینوں جماعتوں کے لئے یہ تینوں طریقے بتلا دئے ہیں۔ اربابِ دانش کو حکمت کے ساتھ مخاطب کرو۔ عوام کو موعظت کے ساتھ۔ اور اربابِ خصومت کے لئے جدل کی بھی اجازت ہے۔ مگر بطریقِ احسن۔

آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد ہوا ہے:۔

ا۔ صبر کرو اور تمہارا صبر کرنا اللہ ہی کی توفیق اور مدد سے ہے۔

ب۔ منکروں کی محرومی پر غم نہ کھاؤ۔ جو ماننے والے نہیں ہیں وہ کبھی نہیں مانیں گے۔

ج: دعوتِ حق کی مخالفت میں وہ جو کچھ مخفی تدبیریں اور سازشیں کریں ان سے بھی دل تنگ نہ ہو۔

د۔ یہ قانونِ الٰہی یاد رکھو کہ اللہ کی نصرت انہیں کا ساتھ دیتی ہے جو برائیوں سے بچتے ہیں اور جن کی زندگی نیک کرداروں کی زندگی ہوتی ہے

خدا کی طرف حکمت کے ساتھ بلاؤ !!

حضرت مولانا محمد میاں مدظلہ

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَ جَادِلْهُمْ بِالَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ○ وَ اِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ؕ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ○ وَاصْبِرْ وَ مَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَ لَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِىْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ○ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ○

(سورہ نحل - ع ۱۶)

اپنے پروردگار کی طرف لوگوں کو بلاؤ۔ اس طرح کہ حکمت (اور دانائی) کی باتیں بیان کرو اور اچھے طریقہ پر پند و نصیحت کرو اور مخالفوں سے بحث و نزاع کرو تو وہ بھی ایسے طریقہ پر کہ حسن و خوبی کا طریقہ ہو تمہارا پروردگار ہی خوب جانتا ہے کہ کون اس کی راہ سے بھٹک گیا ہے اور وہی جانتا ہے کہ کون راہِ راست پر ہے اور اگر مخالفوں کے جواب میں سختی کرنے کی ضرورت ہو تو اتنی ہی سختی کرو جتنی تمہارے ساتھ کی گئی۔ اور اگر تم نے صبر کیا (جھیل گئے اور سختی کا جواب سختی سے نہیں دیا) تو بلاشبہ صابر لوگوں کے لئے صبر ہی بہتر ہے (اور مومن کی شان یہ ہے کہ وہ صابر و شاکر ہو) (اے پیغمبر) صبر کر اور تیرا صبر کرنا نہیں مگر اللہ کی مدد سے (پس اگر نعمتِ صبر میسّر آ جائے تو اللہ کے اس انعام پر شکر کرو) اور ان پر غم نہ کھا (کہ افسوس وہ راہِ حق سے کیوں بھٹکے ہوئے ہیں) اور نہ ہی ان کی مخالفانہ تدبیروں سے دل تنگ ہو۔ یقیناً اللہ انھیں کا ساتھی ہے جو متقی ہیں اور نیک عملی میں سرگرم رہتے ہیں۔

آیت میں واضح کیا گیا ہے کہ "دعوتِ الی الحق" کا طریقہ "حکمت اور موعظہ حسنہ" ہے۔ حکمت یعنی دانائی اور دانش مندی کی باتیں "موعظہ حسنہ" پند و نصیحت کی باتیں جو حسن و خوبی کے ساتھ کی جائیں۔ اس کے بعد فرمایا گیا "وَ جَادِلْهُمْ بِالَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ" اور اگر بحث و نزاع کرنی پڑے تو کر سکتے ہو لیکن ایسی بحث جو نہایت اچھے طریقہ پر ہو۔

اچھے طریقہ کا مطلب یہ ہے کہ مقصود طلبِ حق ہو۔ اپنی بات کی پیچ نہ ہو۔ مخالف کے اندر یقین پیدا کرنا ہو۔ اُسے باتوں سے ہرانا نہ ہو۔ اگر وہ چپ ہو گیا اور دل کا کانٹا نہ نکلا تو بحث سے کیا فائدہ۔ ایسا لب و لہجہ، ایسا طریقِ گفتگو اور ایسے الفاظ نہ اختیار کئے جائیں جو مخالف کے دل کو دکھ پہنچانے والے ہوں یا اسے سننے والوں کی نظروں میں ذلیل و رسوا کرنے والے ہوں۔ کیونکہ اگر بحث سے مقصود دعوتِ حق ہے تو مخاطب کے دل کو نرمی اور محبت سے ہی حق کی طرف متوجہ کرنا چاہئے، نفرت، جوش یا ضد پیدا کر کے اس کے دل کو متوجہ نہیں کیا جا سکتا ——

فرعون جیسے دشمنِ خدا کی ہدایت کے لئے حضرت موسیٰ اور ہارون (علیہما السلام) کو بھیجا گیا تو ان کو بھی ہدایت فرمائی گئی تھی فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى —

(سورۂ طٰہٰ ع ۲)

اس سے نرم بات کہنا شاید وہ نصیحت پکڑ لے یا (عواقب سے) ڈر جائے۔

اس کے بعد ارشاد ہوا۔ وَ اِنْ عَاقَبْتُمْ الخ —— اگر مخالفوں کی سختی کے جواب میں سختی کرو تو چاہئے کہ ایسی ہی ہو اور اتنی ہی کرو جیسی تمہارے ساتھ کی گئی ہے اور اگر تم نے صبر کیا (یعنی جھیل گئے اور سختی کا جواب سختی سے نہیں دیا) تو بلاشبہ صبر کرنے والوں کے لئے صبر ہی بہتر ہے۔

آیت کریمہ کا مقصود صبر کی تلقین ہے۔ صبر ایک نعمت ہے۔ قرآنِ حکیم میں بار بار صبر کی تلقین فرمائی گئی۔ صبر کو ایک قوت قرار دے کر حکم ہوا ہے —— "صبر اور نماز" سے مدد حاصل کرو۔ لہٰذا مسلمان کو صابر ہی ہونا چاہئے۔ لیکن اسلام فطرتِ انسانی کو بھی نظرانداز نہیں کرتا۔ البتہ اصلاح کے موقعوں پر خامیوں اور کمزوریوں کی اصلاح کرتا ہے۔ لہٰذا فطرتِ انسانی کا لحاظ کرتے ہوئے یہ اجازت تو دے دی گئی کہ اگر تمہاری طبیعت کا اشتعال تمہیں جواب دینے پر ہی مجبور کرتا ہے۔ تو تم جواب دے سکتے ہو۔ مگر اس جواب کے لئے ایسی قیدیں لگا دی گئیں جن سے عہدہ برآ ہونا مشکل ہوتا ہے۔ فرمایا گیا۔ اگر جواب میں سختی ہی کرنی ہو تو یہ سختی اتنی ہی ہو اور اسی طرح کی ہو جیسی تمہارے ساتھ کی گئی تھی۔ اگر کسی طرح کی کچھ بھی زیادتی ہوئی تو ظلم کا پلہ تمہاری طرف جھک جائے گا اور مظلوم ہونے کے بجائے تم خود ظالم ہو جاؤ گے۔ اور اس طرح ظلم اور برائی کا سلسلہ دراز ہو گا۔ دعوت و ارشاد کا جو مقصد ہے وہ فوت ہو جائے گا۔ یہاں قرآنِ حکیم کا یہ معجزانہ انداز بھی قابلِ توجہ ہے کہ جس طرح دعوت الی اللہ کا حکم دیا گیا ہے کہ "لوگوں کو بلاؤ اپنے پروردگار کے راستہ کی طرف"۔ اس طرح سختی کے جواب میں سختی کا حکم نہیں دیا گیا۔ بلکہ صرف اجازت دی گئی۔ پھر اس اجازت کے ساتھ ایسی قید لگا دی گئی کہ داعی اور مبلّغ جب

(باقی ص ۱۲ پر)

اقلیتی فرقوں کا تحفظ و سہولتیں

ہندوستان میں ہونے والے فرقہ وارانہ فسادات کی افسوسناک اطلاعات آئے دن اخبارات میں چھپتی رہتی ہیں اور ہندوستانی رہنماؤں کے سیکولرزم کے بھید خود بخود منظر عام پر آجاتے ہیں ۔ کیا مسلمان، کیا دوسرے اقلیتی فرقے سب ہی ہندو راج کے مظالم کے ہاتھوں اپنی زندگی سے بھی عاجز آچکے ہیں ۔ لیکن مقام شکر ہے کہ پاکستان میں یہ صورت حال بالکل برعکس ہے اور گذشتہ بیس برس میں ایک مرتبہ بھی کوئی ایسا واقع رونما نہیں ہوا جس میں کسی طرح سے کسی اقلیتی فرقے کی حق تلفی کی گئی ہو یا انہیں بے جا مظالم کا نشانہ بنایا گیا ہو ۔

ملک کے دونوں حصوں میں اقلیتی فرقوں کی اچھی خاصی تعداد بستی ہے اور ان کے مختلف تہواروں کے مواقع پر ان کو مذہبی رسوم کی آزادی حاصل ہے ۔ اس کے ثبوت کے طور پر آئے دن اخبارات میں چھپنے والی خبریں پڑھی جاسکتی ہیں ۔ جن میں مختلف اقلیتی فرقوں کے رہنما حکومت پاکستان اور عوام کے شکرگزار ہوتے ہیں کہ انہیں اس آزاد مملکت میں ہر قسم کی آزادی کا حق قرار دیا گیا ہے ۔

مغربی پاکستان میں بھی ہندوؤں اور سکھوں کی اچھی خاصی تعداد ستمبر ۶۵ء کی جنگ کے باوجود آباد ہیں اور وہ ایک آزادانہ زندگی بسر کر رہے ہیں ۔ انہیں ہر قسم کی مذہبی آزادی حاصل ہے ۔ پاکستان کے آئین کی رو سے سرکاری مذہب اسلام ہے لیکن اس میں دوسرے تمام مذاہب کے تمام فرقہ جات کو بھی اپنی مذہبی رسوم کی ادائیگی کی آزادی دی گئی ہے ۔ نہ صرف یہ بلکہ اقلیتی فرقوں کو مسلمانوں سے مساوی حقوق حاصل ہیں ۔ اور آئین میں اس امر کی واضح ضمانت دی گئی ہے کہ پاکستان میں بسنے والے تمام لوگ چاہے وہ کسی مذہب اور فرقے سے تعلق رکھتے ہوں مساوی حقوق رکھتے ہیں ۔ اس کے ساتھ ساتھ اقلیتی فرقوں کو نہ صرف ووٹ دینے کا حق حاصل ہے بلکہ انہیں اپنے پیشہ اور پسندیدہ طرز زندگی اختیار کرنے کی بھی پوری آزادی ہے ۔

اقلیتی فرقوں کے لوگ پاکستان میں رہنے والے ممتاز ترین سرکاری عہدوں پر فائز ہو سکتے ہیں اور اس امر کی زندہ مثال جناب اے ۔ آر ۔ کارنیلیس کی ہے جو چند ماہ پہلے پاکستان کے چیف جسٹس کے ممتاز اور کلیدی عہدے سے سبکدوش ہوئے ہیں ۔ آئین کے تحت صرف یہ شرط ہے کہ صدر مملکت کے لئے مسلمان ہونا ضروری ہے لیکن دوسرے تمام اعلیٰ ملازمتوں کے دروازے اقلیتی فرقوں کے لئے کھلے ہیں ۔ ہر ملازمت اور ہر پیشہ میں اقلیتی فرقوں کو نمائندگی حاصل ہے اور ایک سرسری جائزہ لینے سے یہ امر بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ بھارت کے سیکولرزم کے نعرے کے خلاف پاکستان میں بسنے والے اقلیتی فرقے چین کی بانسری بجا رہے ہیں ۔

اسلام ہمارا مذہب ہے اور تمام سیاسی و دیگر اعمال کی بنیاد بھی یہ ہے اور یہ اسلام ہے جو ہمیں بھائی چارہ اور مل جل کر رہنے کا سبق سکھاتا ہے ۔ حکومت پاکستان متعدد بار واشگاف الفاظ میں اپنی اس واضح پالیسی کا اعلان کر چکی ہے کہ پاکستان میں بسنے والے تمام لوگ مساوی سلوک کے حق دار ہیں اور کسی فرقے سے کسی قسم کا امتیازی سلوک روا نہیں رکھا جاتا اور نہ ہی روا رکھا جائے گا ۔ اس سے بھارت کے ان کھوکھلے دعوں کی بھی تردید ہو جاتی ہے جو اپنے گناہوں پر پردہ ڈالنے کے لئے ہر روز پاکستان کے خلاف بہتان تراشی کرتا رہتا ہے ۔ اور یہاں یہ ذکر کرنا غیر مناسب نہ ہوگا کہ قیام پاکستان کے وقت قائد اعظم محمد علی جناح نے فرمایا تھا ”آپ کو پاکستان میں اپنے مندروں، مسجدوں، عبادت کی دوسری جگہوں پر جانے کی پوری آزادی ہے ۔ ریاست کو آپ کے مذہب، نسل یا ذات سے کوئی دلچسپی نہیں ہے اور ہم اس بنیادی اصول کے تحت اس سفر کا آغاز کر رہے ہیں کہ ہم اس ریاست کے معزز شہری ہیں اور ہمیں مساوی حقوق حاصل ہیں ۔

نہ صرف یہ کہ گزشتہ عام انتخابات میں اقلیتی فرقوں کے لوگوں کو انتخابات میں حصہ لینے کی عام اجازت تھی بلکہ انہیں بعض خاص رعایتیں بھی حاصل ہیں اور چاہے وہ تعلیم کا میدان ہو یا تجارت کا ۔ اقلیتی فرقوں کے ارکان کو مخصوص رعایت تخصیص حاصل ہے ۔ حکومت مغربی پاکستان نے اقلیتی فرقوں کے ارکان کو تعلیمی وظائف دینے کے لئے ایک خاص بورڈ بھی مقرر کر رکھا ہے ۔ جس میں تعلیمی نمائندے بھی شامل ہیں ۔ حکومت اقلیتی فرقوں کی عبادت گاہوں کی پوری حفاظت و احترام کا اہتمام کرتی ہے اور گزشتہ گیارہ سال میں صرف صوبہ مغربی پاکستان میں غیر مسلم زیارت گاہوں کی دیکھ بھال پر سولہ لاکھ روپیہ خرچ کیا گیا ہے ۔

متروکہ جائیداد ٹرسٹ بورڈ نے صوبہ میں غیر مسلم زیارت گاہوں کا ذمہ سنبھال لیا ہے اور مختلف سطحوں پر کمیٹیاں ان عبادت گاہوں کی دیکھ بھال کے لئے کام کر رہی ہیں ۔ ان کمیٹیوں میں مسلمانوں کے ساتھ غیر مسلم شہری بھی شامل ہیں ۔ پوری مذہبی رواداری برتنے کے لئے مذہبی کمیٹیاں بھی بنائی گئی ہیں تاکہ فرقہ کے مذہب کا پورا احترام ہو سکے اور جب بھی کوئی مسئلہ ان غیر مسلم عبادت گاہوں کے متعلق اٹھتا ہے تو یہ کمیٹیاں اس کے بارے میں مشورے دیتی ہیں ۔ اس کے علاوہ عبادت گاہوں کی مسلسل دیکھ بھال، ان کی مرمت وغیرہ بھی وقتاً فوقتاً کی جاتی ہے ۔ نہ صرف یہ بلکہ حکومت غیر مسلموں کو جو دوسرے ممالک میں آباد ہیں پاکستان میں واقع اپنی عبادت گاہوں کی زیارت کرنے کی اجازت دیتی اور اس کے ساتھ انہیں اس سلسلے میں متعدد سہولتیں از قسم کھانا، رہائش، سفر وغیرہ میں سب مہیا کی جاتی ہیں ۔

۱۹۶۱ء کی مردم شماری کے مطابق اقلیتی فرقے پاکستان کی کل آبادی کا ۱۱ فی صد ہیں اور ان میں ہندو، عیسائی، پارسی اور بدھ شامل ہیں ۔

سکھوں کی زیادہ تر عبادت گاہیں مغربی پاکستان میں واقع ہیں اور ہر سال ہزاروں کی تعداد میں سکھ یاتری ہندوستان، افغانستان، ایران وغیرہ سے ان عبادت گاہوں کی زیارت کے لئے آتے ہیں ۔ ان تقریبات میں لاہور میں منعقد ہونے والا جوڑ میلہ جس میں وہ اپنے پانچویں گورو گورو ارجن دیو کی برسی مناتے ہیں ۔ سکھ یاتری مہاراجہ رنجیت سنگھ کی بھی برسی مناتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ وہ حسن ابدال میں پنجہ صاحب کے مقام پر گورونانک صاحب کا یوم پیدائش اور بیساکھی کا تہوار پوری آزادی و خوشی سے مناتے ہیں اور مغربی پاکستان کے مختلف حصوں میں مقیم سکھ بھی ان تہواروں میں شامل ہوتے ہیں ۔

مزید برآں حال ہی میں لاہور کے قلعہ میں مائی جندیاں کی حویلی میں ایک سکھ گیلری قائم کی گئی ہے ۔ جس میں سکھ عہد حکومت کے نادرات محفوظ کئے گئے ہیں ۔

مختصراً یہ کہ اقلیتی فرقے چاہے وہ سکھ ہو، بدھ ہوں، یا ہندو یا عیسائی اور پارسی انہیں پاکستان میں مکمل مذہبی آزادی حاصل ہے ۔ اور انہیں تمام وہ شہری حقوق حاصل ہیں جو مسلمانوں کو حاصل ہیں اور اس کے ساتھ ان کے لئے ترقی کی راہیں بلا رکاوٹ کھلی ہیں اور اس کا ثبوت مختلف اعلیٰ عہدوں پر متمکن اقلیتی فرقوں کے ارکان ہیں جو ملکی تعمیر و ترقی میں اپنا حصہ لے رہے ہیں ۔

تعارف و تبصرہ

کتاب الاخلاق جلد اوّل

از : سید معصوم علی سبزواری سابق پرنسپل (آئی، ٹی سی) بہاولپور ۔

تقطیع کلاں ۔ ضخامت ۵۷۲ صفحات ۔ آرٹ پیپر پر بہترین کتابت و طباعت ۔

قیمت : صرف دس روپے

ناشر : ادارہ تعلیم انسانیت ۱۴۵ بہار کالونی کراچی ۲

ملنے کا پتہ : مکتبہ رشیدیہ ساہیوال ۔

مذہب کے دو حصے ہیں ایک حصے کا تعلق عقائد کے ساتھ ہے تو دوسرے حصے کا اعمال کے ساتھ ۔ اور مذہب کے عملی حصے میں بہت سے شعبے ہیں مثلاً عبادات و معاملات، معاشی معاشرت، سیاست و حکومت اور اخلاق و آداب ــــــــ الغرض عقائد کے بعد اخلاقِ حسنہ کو اسلام میں سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ :-

”تم میں سے زیادہ عمدہ ایمان اس کا ہے جس کے اخلاق عمدہ ہوں“ ۔ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا ۔ کَانَ خُلُقُہُ الْقُرْاٰن ۔ آپ کا خُلق قرآن تھا ۔

اس کتاب میں مصنف نے قرآنی اخلاق کو حروف تہجی کی ترتیب سے یکجا جمع کر دیا ہے اور یہ عظیم تصنیف ۹۳۰ عنوانات پر مشتمل ہے ۔ ہر عنوان پر قرآن و حدیث اور تفاسیر سے استدلال کیا ہے ۔ ہماری دلی دعا ہے ۔ کہ اللہ تعالے فاضل مصنف کی اس وقیع علمی خدمت کو قبولیت بخشے ۔ اور ہم اہل علم اور علم دوست حضرات سے گذارش کریں گے کہ وہ اس کتاب کے مطالعہ سے بہرہ ور ہوں ۔

محمد شفیع عمرالدین (حیدرآباد)

انسان کی اصلیّت

ے تو نیست بودی در جہاں
بے نام بودی بے نشاں

انسان کی اصلیت یہ ہے کہ وہ بے نام و نشان تھا۔

۱۔ هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا ۝
(الدھر آیت ۱)

ترجمہ:۔ انسان پر ایک ایسا زمانہ بھی آیا ہے کہ اس کا کہیں کچھ بھی ذکر نہ تھا۔

(ف) بے شک انسان پر ایک وقت گزر چکا ہے۔ جب اس کا کچھ نام و نشان نہ تھا۔ پھر کتنے ہی دور طے کر کے نطفہ کی شکل میں آیا۔ وہ حالت بھی اس کی موجودہ شرافت و کرامت کو دیکھتے ہوئے اس قابل نہیں کہ زبان پر لائی جائے۔

۲۔ اَوَلَا يَذْكُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا ۝
(مریم۔ آیت ۶۷)

ترجمہ:۔ کیا انسان کو یاد نہیں ہے کہ اس سے پہلے ہم نے اُسے بنایا تھا اور وہ کوئی چیز نہ تھا۔

پھر بندے پر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم تو دیکھئے کہ اس نے اسے نابود سے بود کیا۔

اب بندے کو چاہئے کہ ذرا اپنی پیدائش پر تو غور کرے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے اسے ایک خسیس بوند سے پیدا کیا۔

اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ۝
(الدھر آیت ۲)

ترجمہ:۔ بے شک ہم نے انسان کو ایک مرکب بوند سے پیدا کیا ہم اس کی آزمائش کرنا چاہتے تھے۔ پس ہم نے اسے دیکھنے سننے والا بنا دیا۔

حاشیہ حضرت شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ

"یعنی مرد اور عورت کے دو رنگے پانی سے پیدا کیا۔

(تنبیہ) "امشاج" کے معنی مخلوط کے ہیں۔ نطفہ جن غذاؤں کا خلاصہ ہے وہ مختلف چیزوں سے مرکب ہوتی ہیں۔ اس لئے عورت کے پانی سے قطع نظر بھی اس کو "امشاج" کہہ سکتے ہیں۔

یعنی نطفہ سے جما ہوا خون پھر اس سے گوشت کا لوتھڑا بنایا۔ اسی طرح کئی طرح اُلٹ پھیر کرنے کے بعد اس درجہ میں پہنچا دیا کہ اب وہ کانوں سے سنتا اور آنکھوں سے دیکھتا ہے۔ اور ان قوتوں سے وہ کام لیتا ہے جو دوسرا حیوان نہیں لے سکتا۔ گویا اور سب کے سامنے بہرے اور اندھے ہیں۔

(تنبیہ) "نبتلیہ" کے معنی اکثر مفسرین نے امتحان و آزمائش کے لئے ہیں۔ یعنی آدمی کو بنانا اس غرض سے تھا کہ اس کو احکام کا مکلف اور امر و نہی کا مخاطب بنا کر امتحان لیا جائے۔ اور دیکھا جائے کہ کہاں تک مالک کے احکام کی تعمیل میں وفاداری دکھلاتا ہے۔ اسی لئے اس کو سننے، دیکھنے اور سمجھنے کی وہ قوتیں دی گئیں جن پر تکلیف شرعی کا مدار ہے۔"

حاصل

یہ نکلا کہ انسان کی پیدائش کا مقصد یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی پر چلے اور اپنی چار روزہ زندگی عین شریعت کے احکام کے مطابق بسر کرے اور اس زندگی کے امتحان میں کامیابی حاصل کرے۔

آزمائش اور امتحان

انسان کو زندگی کے اس امتحان کی فکر ہر لحظہ دامنگیر ہونی چاہئے۔

۱۔ تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ ز وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ ۙ الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ط
(الملک آیت ۱-۲)

ترجمہ:۔ وہ ذات بابرکات ہے جس کے ہاتھ میں سب حکومت ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کس کے کام اچھے ہیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے موت اور زندگی کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ بندے کی آزمائش کرے۔

اس آزمائش میں کامیابی (احسن عملا) اچھے کام بجا لا کر ہو سکتی ہے۔

اچھے کام وہ ہیں جو قرآن مجید اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہوں۔ لہٰذا جو بندہ اپنی زندگی شریعت کے احکام کے مطابق بسر کریگا۔ وہ اس آزمائش میں کامیاب ہوگا۔

۲۔ اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۝
(الکہف آیت ۷)

ترجمہ:۔ جو کچھ زمین پر ہے بیشک ہم نے اسے زمین کی زینت بنا دیا ہے تاکہ انہیں آزمائیں کہ ان میں سے کون اچھے کام کرتا ہے۔

حاشیہ حضرت مولانا عثمانیؒ

"یعنی اس کی رونق پر دوڑتا ہے یا اُسے چھوڑ کر آخرت کو پکڑتا ہے۔

بعض روایات میں ہے کہ ابن عمرؓ نے سوال کیا۔ یا رسول اللہ! "اَحْسَنُ عَمَلًا" کون لوگ ہیں؟ فرمایا اَحْسَنُكُمْ عَقْلًا اَوْرَعُكُمْ عَنْ مَحَارِمِ اللّٰهِ وَاَسْرَعُكُمْ فِيْ طَاعَتِهٖ سُبْحَانَهٗ۔ (جس کی سمجھ اچھی ہو۔ حرام سے زیادہ پرہیز کرے اور خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری کی طرف زیادہ جھپٹے۔)"

حاصل

یہ نکلا۔ کہ امتحان میں کامیاب وہ ہوگا جو دنیا کی زیب و زینت میں پھنس کر تعلق باللہ کو خراب نہ کرے گا اور اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق زندگی بسر کرے گا۔

۳۔ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ

اَحۡسَنُ عَمَلًا ط وَلَئِنۡ قُلۡتَ اِنَّكُمۡ مَّبۡعُوۡثُوۡنَ مِنۡۢ بَعۡدِ الۡمَوۡتِ لَيَقُوۡلَنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اِنۡ هٰذَاۤ اِلَّا سِحۡرٌ مُّبِيۡنٌ ○ (هود- آیت ۷)

ترجمہ:- اور وہی ہے جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں بنائے۔ اور اس کا تخت پانی پر تھا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون اچھے کام کرتا ہے۔ اور اگر تو کہے کہ تم مرنے کے بعد اٹھوگے تو منکرین یہ کہیں گے کہ یہ تو صریح جادو ہے۔

حاشیہ حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رح

"...... یعنی اس سارے نظام کی تخلیق و ترتیب سے مقصود تمہارا یہاں بسانا اور

امتحان

کرنا ہے کہ کہاں تک اس عجیب و غریب نظام اور سلسلۂ مصنوعات میں غور کرکے خالق و مالک کی صحیح معرفت حاصل کرتے اور مخلوقات ارضی و سماوی سے منتفع ہو کر محسن شناسی اور سپاس گزاری کا فطری فرض بجا لاتے ہو۔ یہ مقام تمہاری سخت آزمائش کا ہے۔ مالک حقیقی دیکھتا ہے کہ تم میں سے کون سا غلام صدق و اخلاص اور سلیقہ مندی سے اچھا کام کرتا ہے اور فرائض بندگی انجام دیتا ہے۔

جب دنیا امتحان و آزمائش کی جگہ ہے تو ضرور ہے کہ اس کے بعد مجازات (انعام و انتقام) کا سلسلہ ہوتا۔ شاکرین و کافرین کو اپنے اپنے کئے کا پھل ملے۔ اسی لئے یہاں بعث بعد الموت کا ذکر کیا گیا۔ یعنی کفار مکہ کو یقین نہیں آتا کہ موت کے بعد دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔ اور اپنے جرائم کی سزا بھگتیں گے۔ جب وہ قرآن یا حضور کی زبان سے بعث بعد الموت کا مؤثر بیان سنتے ہیں تو کہتے ہیں کہ آپ کا یہ بیان کھلا ہوا جادو ہے۔ جس نے بہت سے لوگوں کو مرعوب و مسحور کر لیا۔ مگر یاد رکھئے ہم پر یہ جادو چلنے والا نہیں۔ (ابن کثیر)

خلقت کی غرض

وَمَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِيَعۡبُدُوۡنِ ○ (الذٰریٰت- آیت ۵۶)

ترجمہ:- اور میں نے جن اور انسان کو جو بنایا ہے تو صرف اپنی بندگی کیلئے۔

"یعنی ان کے پیدا کرنے سے شرعاً بندگی مطلوب ہے۔ اس لئے اس میں خلقۃً ایسی استعداد رکھی ہے کہ چاہیں تو اپنے اختیار سے بندگی کی راہ چلیں یوں ارادہ کونیّہ قدریّہ کے اعتبار سے تو ہر چیز اس کے حکم تکوینی کے سامنے عاجز اور بے بس ہے۔ لیکن ایک وقت آئے گا جب سب بندے اپنے ارادہ سے تخلیق عالم کی اس غرض شرعی کو پورا کریں گے۔ بہرحال آپ سمجھاتے رہئیے کہ سمجھانے ہی سے یہ مطلوب شرعی حاصل ہو سکتا ہے۔ (حضرت مولینا عثمانی رح)

با عمل مومن

اب جو مومن اس زندگی کے مقصد کو پہچان کر فرائض عبودیت بجا لائے گا وہ بڑے بلند مرتبے حاصل کرے گا۔

وَمَنۡ يَّاۡتِهٖ مُؤۡمِنًا قَدۡ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الۡعُلٰى ۙ جَنّٰتُ عَدۡنٍ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا ؕ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا مَنۡ تَزَكّٰى ○ (طٰہٰ- آیت ۷۵-۷۶)

ترجمہ:- اور جو اس کے پاس مومن ہو کر آئے گا حالانکہ اس نے اچھے کام کئے ہوں تو ان کے لئے بلند مرتبے ہونگے ہمیشہ رہنے کے باغ، جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ اس کی جزا ہے جو گناہ سے پاک ہوا۔

حاصل

یہ نکلا کہ جنت کے بلند مرتبے حاصل کرنے کے لئے ان خصائل کی ضرورت ہے:-

۱- مومن ہونا- یعنی اللہ تعالیٰ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، قیامت کے دن پر اور اچھی بری تقدیر پر ایمان لانا۔

۲- عمل صالح بجا لانا- یعنی قرآن کریم اور اس کی عملی شرح حدیث کے مطابق شرعی فرائض کو بجا لانا۔ فرض عبادت ہو یا نوافل ہوں سنت مطہرہ کے مطابق بجا لانا۔ عمل صالح وہی عمل ہو سکتا ہے جو قرآن اور سنت کے مطابق ہو۔

۳- تزکی یعنی گناہوں سے پاک ہونا۔ نفس کو شرک، خباثت اور گندے اخلاق سے پاک رکھنا۔

تزکیہ نفس

قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَكّٰىهَا ○ (الشمس- آیت ۹)

ترجمہ:- بے شک وہ کامیاب ہوا۔ جس نے اپنی روح کو پاک کر لیا۔

حاشیہ حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رح

نفس کا سنوارنا اور پاک کرنا یہ ہے کہ قوت شہویہ اور قوت غضبیہ کو عقل کے تابع کرے اور عقل کو

شریعتِ الٰہیہ

کا تابعدار بنائے تاکہ روح اور قلب دونوں تجلی الٰہی کی روشنی سے منور ہو جائیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ آخرت میں کامران و کامیاب وہ ہوگا جو شریعت کے احکام کے مطابق اپنی زندگی بسر کرے گا۔

۲- قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ تَزَكّٰى ۙ وَذَكَرَ اسۡمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ○ (اعلیٰ آیت ۱۴-۱۵)

ترجمہ:- بے شک وہ کامیاب ہوا جو پاک ہو گیا۔ اور اپنے رب کا نام یاد کیا پھر نماز پڑھی

حاشیہ حضرت مولینا عثمانی رح

"یعنی ظاہری و باطنی، حسی و معنوی نجاستوں سے پاک ہوا اور اپنے قلب و قالب کو عقائد صحیحہ، اخلاق فاضلہ اور اعمال صالحہ سے آراستہ کیا۔"

حاصل

یہ نکلا کہ نفس کو پاک کرنے کے لئے اخلاق رذیلہ کو چھوڑنا ہوگا۔ اور اپنی زندگی احکام اللہ اور احکام الرسول کے مطابق گزارنی ہوگی۔

پنجگانہ نماز بڑے اہتمام کے ساتھ سب ارکان بجا لا کر مسجد میں حاضر ہو کر باجماعت ادا کرنی ہوگی۔ یاد رہے کہ تزکیہ نفس نماز کی پابندی کے سوا ممکن نہیں۔

کوتاہ اندیش

۵ برگے کہ از برائے مطیعاں کشد غذائے
عاصی چگونہ بر سر آں برگ خواں شود

اس کے برعکس جو کوتاہ اندیش عقل سے کام نہ لے گا۔ شرعی حدود سے تجاوز کرے گا۔ اپنے آپ کو نفسانی خواہشات کے حوالے کر دے گا وہ اپنی آخرت برباد کرنے والا ہوگا۔

وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا ۝

(الشمس۔ آیت ۱۰)

ترجمہ:۔ اور بے شک وہ غارت ہوا جس نے اس (روح) کو آلودہ کرلیا۔

یعنی جو روح کو گناہوں سے آلودہ کرلے گا۔ احکام اللہ و احکام الرسول سے اعراض کرے گا۔ گمراہی اور معاصی کی راہ پہ چلے گا وہ آخرت میں زیاں کار ہوگا

دونوں جماعتوں کے ساتھ سلوک

نیکوں اور بدکاروں کو خوب سمجھ لینا چاہیئے کہ قیامت کے دن ان کے ساتھ سلوک یکساں نہ ہوگا۔

اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِى الْاَرْضِ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ ۝

(صٓ۔ آیت ۲۸)

ترجمہ:۔ کیا ہم کر دیں گے ان کو جو ایمان لائے اور نیک کام کئے ان کی طرح جو زمین میں فساد کرتے ہیں یا ہم پرہیزگاروں کو بدکاروں کی طرح کر دیں گے۔

نیکوں کی آئندہ کی زندگی

۱۔ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِىْ نَعِيْمٍ ۝

(الانفطار۔ آیت ۱۳)

ترجمہ:۔ بیشک نیک لوگ نعمت میں ہوں گے۔

یعنی اللہ تعالےٰ کے احکام پر چلنے والے اور گناہوں سے بچنے والے قیامت کے دن اللہ تعالےٰ کی نعمتوں سے ہمکنار ہوں گے۔ جنت ان کا ٹھکانا ہوگا۔

۲۔ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ۝

(آل عمران۔ آیت ۱۹۸)

ترجمہ:۔ لیکن جو اپنے رب سے ڈرتے رہے ان کے لئے باغ ہیں۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ اللہ کے ہاں مہمانی ہے۔ اور جو اللہ کے ہاں ہے وہ نیک بندوں کے لئے بدرجہا بہتر ہے۔

۳۔ كَلَّاۤ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِىْ عِلِّيِّيْنَ ۝ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّيُّوْنَ ۝ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۝ يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِىْ نَعِيْمٍ ۝ عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ ۝ تَعْرِفُ فِىْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيْمِ ۝ يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ ۝ خِتٰمُهٗ مِسْكٌ ؕ وَفِىْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنٰفِسُوْنَ ۝ وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ ۝ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ ۝ (المطففین آیت ۱۸ تا ۲۷)

ترجمہ:۔ ہرگز نہیں۔ بے شک نیکوں کے اعمال نامے علّیین میں ہیں۔ اور آپ کو کیا خبر کہ علّیین کیا ہے؟ ایک دفتر ہے جس میں لکھا جاتا ہے۔ اسے مقرب فرشتے دیکھتے ہیں۔ بیشک نیکوکار نعمت میں ہوں گے۔ تختوں پر بیٹھے دیکھ رہے ہوں گے۔ آپ ان کے چہروں میں نعمت کی تازگی معلوم کریں گے ان کو خالص شراب مُہر لگی ہوئی پلائی جائے گی۔ اس کی مہر مشک کی ہوگی۔ اور رغبت کرنے والوں کو اسی کی رغبت کرنی چاہیئے اور اس میں تسنیم ملی ہوگی۔ وہ ایک چشمہ ہے اس میں سے مقرب پئیں گے۔

حاشیہ حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ

(کلّا) یعنی ان بدمعاشوں کا اور نیکوں کا ایک سا انجام ہرگز نہیں ہوسکتا (وَمَا اَدْرٰىكَ مَا الخ) جہاں جنتیوں کے نام درج ہیں اور ان کے اعمال کی مِسلیں مرتب کرکے رکھی جاتی ہیں۔ اور ان کی ارواح کو اول وہاں لے جا کر پھر اپنے ٹھکانے پر پہنچایا جاتا ہے اور قبر سے بھی ان ارواح کا ایک گونہ تعلق قائم رکھا جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ مقام ساتویں آسمان کے اوپر ہے۔ اور مقرّبین کی ارواح اسی جگہ مقیم رہتی ہیں۔ واللہ اعلم۔

(یشهده المقربون) مقرب فرشتے یا اللہ کے مقرب بندے خوش ہوکر مومنین کے اعمالنامے دیکھتے ہیں اور اس مقام پر حاضر رہتے ہیں۔

(ان الابرار الخ) یعنی مسہریوں میں بیٹھے جنّت کی سیر کرتے ہوں گے۔ اور دیدار الٰہی سے آنکھیں شاد کریں گے۔

(تعرف الخ) یعنی جنّت کے عیش و آرام سے اُن کے چہرے ایسے پُررونق اور تروتازہ ہوں گے کہ ہر ایک دیکھنے والا دیکھتے ہی پہچان جائے گا کہ یہ لوگ نہایت تعیش و تنعم میں ہیں۔

(یسقون الخ) حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ شراب کی نہریں ہیں ہر کسی کے گھر میں۔ لیکن یہ شراب نادر ہے جو سربمہر رہتی ہے۔

(ختمه مسك) جیسے دنیا میں مُہر لاکھ یا مٹی پر جمائی جاتی ہے۔ وہاں کی مٹی مشک ہے اُسی پر جمائی جائیگی۔ شیشہ ہاتھ میں لیتے ہی دماغ معطر ہو جائے گا اور اخیر تک خوشبو مہکتی رہیگی۔

(وفی ذلك الخ) یعنی دنیا کی ناپاک شراب اس لائق نہیں کہ بھلے آدمی اس کی طرف رغبت کریں۔ ہاں یہ شراب طہور ہے جس کے لئے لوگوں کو ٹوٹ پڑنا چاہیئے۔ اور ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

(ومزاجه... الخ) یعنی مقرب لوگ اس شراب کو خالص پیتے ہیں۔ اور ابرار کو اس شراب کو ملونی دی جاتی ہے جو بطور گلاب وغیرہ اُن کی شراب میں ملاتے ہیں۔

(اللّٰهم اجعلنا منهم)

فاجروں کی آئندہ کی زندگی

اشرار را حرارتِ دوزخ کند قبول
واحرار را عنایتِ حق سائباں شود (سعدیؒ)

نیکوں کے مقابلہ میں فاجروں کی آئندہ آنے والی زندگی بڑی درد ناک ہوگی۔ وہ دوزخ میں جائیں گے۔

۱۔ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِىْ جَحِيْمٍ ۝ يَّصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّيْنِ ۝ وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَآئِبِيْنَ ۝ (الانفطار۔ آیت ۱۴ تا ۱۶)

ترجمہ:۔ اور بے شک نافرمان دوزخ میں ہوں گے۔ انصاف کے دن اس میں داخل ہوں گے وہ اس سے کہیں جانے نہ پائیں گے۔

۲۔ كَلَّاۤ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِىْ سِجِّيْنٍ ۝ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا سِجِّيْنٌ ۝ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۝ (مطففین آیت ۷ تا ۹)

ترجمہ:۔ ہرگز ایسا نہیں چاہیئے بے شک نافرمانوں کے اعمالنامے سجّین میں ہیں۔ اور آپ کو کیا خبر کہ سجّین کیا ہے۔ ایک دفتر ہے جس میں لکھا جاتا ہے۔

یعنی ہرگز گمان نہ کیا جائے کہ ایسا (قیامت کا) دن نہیں آئے گا وہ ضرور آنا ہے اور اس کے لئے سب نیکوں اور بدوں کے اعمالنامے اپنے اپنے دفتر میں مرتب کئے رکھے ہیں۔

یعنی سجین ایک دفتر ہے جس میں ہر ایک دوزخی کا نام درج ہے اور بندوں کے عمل لکھنے والے فرشتے، جن کا ذکر اس سے پہلی سورت میں آ چکا۔ ان بدکاروں کے مرنے اور عمل منقطع ہونے کے بعد ہر شخص کے عمل علیحدہ علیحدہ فردوں میں لکھ کر اس دفتر میں داخل کرتے ہیں اس فرد پر باہر ایک دوزخی کے نام پر ایک علامت بنا دیتے ہیں جس کے دیکھتے ہی سے معلوم ہو جاتے کہ یہ شخص دوزخی ہے اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار کی ارواح بھی اسی مقام میں رکھی جاتی ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں۔ "یعنی ان کے نام وہاں داخل ہوتے ہیں مر کر وہیں پہنچیں گے"۔ بعض سلف نے کہا ہے۔ یہ مقام ساتویں زمین کے نیچے ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (اللھم لا تجعلنا منھم)

بقیہ: ادارتی نوٹ

"اسلام" اور "جیسا کہ میں نے دیکھا" میں مسلمانوں کے بنیادی عقائد و نظریات کا مضحکہ اڑایا گیا ہے اور اسلام کی لافانی عمارت کو نقصان پہنچانے اور منہدم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ عوام میں روز بروز ان کتب کے خلاف نفرت بڑھ رہی ہے اور اس کے باعث حکومت کی پوزیشن سخت خراب ہو رہی ہے۔ اس لئے حکومت پر لازم ہے کہ وہ ان ہر دو کتب کو ضبط کرے۔ ان کی اشاعت، ان کا پاس رکھنا اور ان کی تقسیم و فروخت ناجائز قرار دے — اور ہر اُس تحریر پر پابندی عائد کر دے جس سے مسلمانوں کے عقائد پر زد پڑتی ہے۔

دارالعلوم دیوبند کا دینی اور علمی ترجمان

ماہنامہ دارالعلوم دیوبند

گذشتہ چھبیس سال سے پابندی وقت کے ساتھ جاری ہے۔ قرآن و سنت کا بہترین شارح، تعلیمات اسلامیہ کا ترجمان، مسائل علمیہ پر اس کی محققانہ رہنمائی عوام و خواص میں مقبول ہے۔ علمی اور دینی موضوعات پر اس کے مضامین سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں بزرگان دیوبند کے افکار علمی کے مطالعہ کے لئے ماہنامہ "دارالعلوم" ملاحظہ فرمایئے۔ پاکستانی حضرات مبلغ -/۷ روپے ناظم صاحب رسالہ "بینات" مدرسہ عربیہ اسلامیہ نیو ٹاؤن کراچی کو ادا کر کے اس کی رسید ہمیں روانہ کریں۔

(سید ازہر شاہ قیصر ماہنامہ "دارالعلوم" دیوبند)

ملک کی مشہور دینی درسگاہ
دارالعلوم عیدگاہ کبیر والا ملتان کا

سالانہ جلسہ

سالانہ جلسہ مورخہ ۲۵، ۲۶، ۲۷ ستمبر بروز بدھ، جمعرات، جمعہ بمطابق ۲، ۳، ۴ رجب المرجب ۱۳۸۸ھ کو اپنی سابقہ روایات کے مطابق نہایت تزک و احتشام سے منعقد ہو رہا ہے جلسہ میں ملک بھر کے مشہور علماء کرام اور مشائخ عظام تشریف لا رہے ہیں۔

(مولانا منظور الحق مہتمم دارالعلوم عیدگاہ کبیر والا ملتان)

جلسہ تقسیم اسناد

راولپنڈی کی مشہور دینی درسگاہ دارالعلوم عثمانیہ کا جلسہ تقسیم اسناد و دستار بندی زیر سرپرستی حضرت مولانا خان محمد صاحب سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف مورخہ ۲۰-۲۱-۲۲ ستمبر بروز جمعہ ہفتہ اتوار بمقام جامع مسجد محلہ ورکشاپی میں منعقد ہو رہا ہے جس میں ملک و ملت کے بلند پایہ علماء کرام و مشائخ عظام اور ممتاز قراء حضرات تشریف لا رہے ہیں جلسہ میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے مجوزہ نصاب کے مطابق درس نظامیہ سے فراغت حاصل کرنے والے فضلاء اور شعبہ حفظ و قرأت سے فارغ ہونے والے حفاظ کرام کو دستار فضیلت اور اسناد دی جائیں گی۔

(قاری محمد شریف قصوری دفتر دارالعلوم عثمانیہ ورکشاپی راولپنڈی)

مودودی صاحب کی جماعت کے بے بنیاد الزامات

جماعت اسلامی کی مجلس شوریٰ کی ۹ جون ۶۸ء کی محکمہ اوقاف سے متعلق قرارداد پڑھ کر سخت حیرت ہوئی۔ جس میں مجلس مذکور نے انتہائی غیر ذمہ داری کا ثبوت دے کر اوقاف کے علماء کو مسلمانوں کی نظروں میں گرانے کی کوشش کی ہے۔ جماعت اسلامی کے اراکین مجلس شوریٰ کو چاہیئے تھا کہ لکھنے سے پہلے اصل معاملہ کی تحقیق کر لیتے۔

یہ بات قطعاً بے بنیاد ہے کہ محکمہ اوقاف کے علماء کو خاندانی منصوبہ بندی کی تائید و معاونت کے لئے کہا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ محکمہ اوقاف نے آج تک کبھی اشارۃً یا کنایۃً بھی محکمہ کے علماء کو ان قوانین پر عمل درآمد کرانے کے لئے نہیں کہا۔

یہ الزام بھی قطعاً بے بنیاد ہے کہ علماء کرام سے توہین آمیز سلوک روا رکھا جاتا ہے۔ اس کے برعکس محکمہ کے تمام ذمہ دار افراد علماء کے احترام کو نہ صرف ملحوظ خاطر رکھتے ہیں بلکہ اس میں اضافہ کے لئے ہمہ وقت کوشاں ہیں۔

البتہ انگریزی زبان کے ایک سیدھے سادھے اور بے ضرر محاورے کی غلط تعبیر کی بنا پر (جو کسی اہلکار سے غیر ارادی طور پر سرزد ہوئی) کچھ غلط فہمی پیدا ہو گئی تھی۔ جس کی فوری تصحیح کر کے مناسب ازالہ کر دیا گیا تھا۔

(محکمہ اوقاف کے مختلف ذمہ دار علماء کرام کے دستخط)

بچوں کا صفحہ

انمول موتی

مولانا عبدالعلیم صاحب مدرس مدرسہ اشرفیہ سکھر

ناہید: سب سے پہلے اللہ تعالےٰ نے کس چیز کو پیدا فرمایا؟

عبداللہ: نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو (کما فی الحدیث اول ما خلق اللہ نوری)

ناہید: سب سے پہلے کون سی سورت نازل ہوئی؟

عبداللہ: سورۂ علق۔ یعنی اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ٥

ناہید: سب سے پہلے دنیا میں کونسا درخت پیدا ہوا؟

عبداللہ: کھجور کا درخت پیدا ہوا۔

ناہید: کھجور کے درخت کی بابت آپ کو کیا معلوم ہے؟

عبداللہ: یہ ایک عجیب درخت ہے یہ اہل عرب اور اس ملک کا خاص توشہ و میوہ ہے۔ پہاڑوں اور پتھروں میں بعض دفعہ پیدا ہو جاتا ہے اور ایسا شیریں ہوتا ہے کہ ہونٹ بندھتے ہیں۔ برسوں خراب نہیں ہوتا۔ اس کو طرح طرح سے کھایا جاتا ہے۔ مثلاً کھجور کا شیرہ نکال کر بجائے شکر کے استعمال کرتے ہیں۔ روٹی سے اس کو استعمال کرتے ہیں۔ ملیدہ بناتے ہیں۔

ناہید: لوح محفوظ میں سب سے پہلے اللہ تعالےٰ نے کیا لکھا؟

عبداللہ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

ناہید: اول زمین کا کون سا ٹکڑا پیدا کیا گیا؟

عبداللہ: جس جگہ خانہ کعبہ ہے۔ اول اس کو پیدا کر کے پھر چاروں طرف زمین پھیلا دی گئی۔

ناہید: سب سے پہلے (اربعین) یعنی چالیس حدیثیں کس نے لکھیں اور تالیف کیں؟

عبداللہ: حضرت عبداللہ بن المبارک یعنی امام محمدؒ امام الحدیث نے۔ جن کی وفات ۱۸۱ھ میں ہوئی۔

ناہید: سب سے پہلے لقب صوفی کس کا ہوا؟

عبداللہ: ابوہاشم صوفی کا جن کی وفات ۱۵۰ھ میں ہوئی۔

ناہید: جغرافیہ میں اول کس نے تصنیف کی؟

عبداللہ: حکیم بطلیموس نے۔

ناہید: علم حدیث میں سب سے پہلے کس نے تصنیف کی؟

عبداللہ: ابن جریج محدثؒ نے۔

ناہید: دنیا میں اول زلزلہ کب آیا؟

عبداللہ: جبکہ حضرت آدم کے بیٹے قابیل نے ہابیل کو قتل کیا۔

ناہید: خدا کی راہ میں جہاد کرنے کے لئے صحابہؓ میں اول کس نے تلوار نکالی؟

عبداللہ: زبیر بن العوامؓ نے۔

ناہید: شراب اور راگ باجا اول کس نے ایجاد کیا؟

عبداللہ: نمرود نے۔

ناہید: مسجد میں اول چراغ کس نے جلایا؟

عبداللہ: حضرت تمیم داریؓ صحابی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، نے۔ پہلے مسجد میں چراغ کا دستور نہ تھا۔ انہوں نے چراغ روشن کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے اسلام کو روشن کیا۔ اللہ میاں تمہارے دل کو منور فرمائے۔

ناہید: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اول کس بی بی سے نکاح کیا؟

عبداللہ: حضرت خدیجہؓ سے جب کہ آپ کی عمر ۲۵ سال کی تھی۔

ناہید: مسجد میں اول محراب کس نے بنائی؟

عبداللہ: حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے۔ خلفاء رابعہ کے بعد انہیں کا درجہ خلافت ہے۔

ناہید: عورتوں میں سب سے پہلے آپ پر کون ایمان لائی؟

عبداللہ: حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

ناہید: بالغ مردوں میں سب سے اول کون آدمی لایا؟

عبداللہ: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

ناہید: لڑکوں میں اول کون ایمان لایا؟

عبداللہ: حضرت علی کرم اللہ وجہہ

ناہید: علم سیر یعنی واقعات و حالات صحابہ کرامؓ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اول کس نے تصنیف کی؟

عبداللہ: امام سیر و مغازی محمد بن اسحٰق نے تصنیف کی۔ جن کی وفات ۱۵۱ھ ہے۔ ان کے بعد عبدالملک بن ہشام حمیری نے ترتیب نہایت عمدگی سے دی جن کی وفات ۲۱۸ھ میں ہوئی۔

ناہید: قرآن و حدیث کے مشکل الفاظ کی شرح اول کس نے تصنیف کی؟

عبداللہ: ابوعبیدہ معمر بن المثنی التیمی بصری متوفی ۲۱۰ھ نے۔

ناہید: فضائل قرآن میں اول کس نے تصنیف کی؟

عبداللہ: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے۔

ناہید: بروز قیامت سب سے پہلے قبر میں سے کون اٹھے گا؟

عبداللہ: حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ناہید: حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد اول لکھنا کس نے شروع کیا؟

عبداللہ: حضرت ادریس علیہ السلام نے۔

ناہید: دوزخی لباس سب سے پہلے کس کو پہنایا جائے گا اور سب سے پہلے کون دوزخ میں داخل ہوگا؟

عبداللہ: ابلیس کو سب سے پہلے دوزخی وردی پہنا کر دوزخ میں ڈالا جائے گا۔

ناہید: سب سے پہلے حساب کس سے ہوگا؟

عبداللہ: حضرت جبریل امین سے۔ اس لئے کہ وہ خدا کے امین اور رسولوں کے پاس پیغام لانے والے تھے۔

ناہید: جنت میں سب سے پہلے کون داخل ہوگا؟

عبداللہ: حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ناہید: حضرت آدمؑ نے جنت میں جا کر اول کیا کھایا؟

عبداللہ: سب سے پہلے انگور کھایا اور سب سے آخر میں گندم کھایا تھا۔

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر
عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۲۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۲۷-۲۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء (۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری DD ۹۰۲-۷۶/۶۸/۳۹ مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر GM۲/۴۴-۱۵۳۱۰ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۶۷ء

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پرنٹر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا۔